قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 12 دسمبر 2022ء | 17 جمادی الاول ہجری قمری | 12 فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:272

فرمانِ رسولؐ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج والی رات میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جارہا تھا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبریل؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے۔ حالانکہ وہ خود کتاب کی تلاوت کرتے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 12211)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

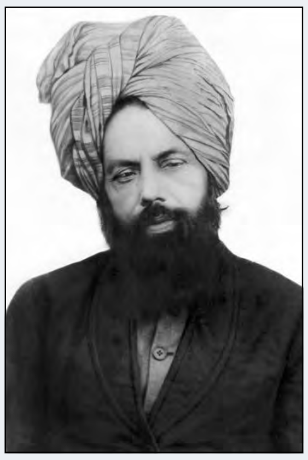

تین باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں

یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کرکے دکھائیں۔ تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ اُن کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لیے سب سے اول جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اُس کی عملی حالت ہے۔ دوسری بات جو اُن واعظوں کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کے لیے بول سکیں اور حق گوئی کے لیے ان کے دل پر کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔ یہ تین چیزیں جب حاصل ہو جائیں تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔

یہ شجاعت اور ہمت ایک کشش پیدا کرے گی کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھچے چلے آئیں گے۔ مگر یہ کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے جن کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی۔ اوّل پورا علم ہو۔ دوم تقویٰ ہو۔ کوئی علم بدوں تقویٰ کے کام نہیں دیتا ہے اور تقویٰ بدوں علم کے نہیں ہوسکتا۔ سنّت اللہ یہی ہے جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہوجاتی ہے۔ پس ان تینوں باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369-370 ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳﴾ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴﴾

(الصف 3-4)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اس وقت میں میدان عمل میں آنے والے مربیان کے ذہنوں میں جو بعض سوالات آتے ہیں، ان کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا وہ تذکرہ بھی کر دیتے ہیں یا پوچھتے ہیں ان مربیان اور مبلغین کو میں بتاتا ہی رہتا ہوں۔ ان کے سوالوں کے جواب دیتا ہوں۔ اس لئے یہاں ذکر ضروری ہے تا کہ جو جماعتی نظام کے عہدیدار ہیں ان کو بھی پتا چل جائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون سے کس طرح انہوں نے کام کرنا ہے۔ یعنی مربیان و مبلغین اور عہدیداروں کا تعاون۔ اس میں خاص طور پر صدران، امراء ہیں کیونکہ بعض دفعہ عہدیداروں کے ساتھ غلط فہمی کی وجہ سے بعض کھچاوٹ پیدا ہوجاتی ہے۔ آپس کے تعلقات پوری طرح تعاون کے نہیں رہتے یا یہ احساس ایک فریق میں پیدا ہوجاتا ہے کہ تعاون نہیں ہے۔

مربیان کے یہ سوال ہوتے ہیں کہ ہمارے کاموں میں صدر جماعت کس حد تک دخل اندازی کرسکتا ہے؟ ہماری کیا حدود ہیں اور ان کی کیا حدود ہیں؟ بعض دفعہ مربی ایک بات کو تربیت کے لحاظ سے بہتر سمجھتا ہے اور بہتر سمجھ کر جماعت میں رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صدر جماعت کہتا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو اس طرح کرنا چاہئے۔ یا بعض صدران اپنے مزاج کے لحاظ سے اور ایک لمبا عرصہ صدر جماعت رہنے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ جو وہ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے اور مربی کو ان کی مرضی کے مطابق چلنا چاہئے۔ اور پھر بعض دفعہ لوگوں کے سامنے ہی، ایک مجلس کے سامنے مربی سے ایسے انداز میں جواب طلبی کرتے اور بات کرتے ہیں جو نہیں کرنی چاہئے۔ اور نوجوان مربی اس بات پر پھر پریشان ہوتے ہیں یا برا مناتے ہیں یا سُبکی محسوس کرتے ہیں یا ہوسکتا ہے کہ آگے سے کوئی جواب بھی دے دیں۔ مربیان کو پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ انہوں نے انتظامی لحاظ سے جو بھی ان پر مقرر کیا گیا ہے اس کی اطاعت کرنی ہے اور اپنی اطاعت کا نمونہ دکھانا ہے اور اگر ایسے حالات پیدا ہوں تو خاموش رہنا ہے، تا کہ افراد جماعت پر کسی قسم کا منفی اثر نہ پڑے اور جماعت میں کوئی بے چینی پیدا نہ ہو۔ اگر کوئی زیادتی کی بات ہے تو اپنے نیشنل امیر، صدر کو بتائیں یا مرکز میں بتائیں۔ مجھے بھی لکھ سکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 10 مارچ 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- بدظنی سے بچو (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

دربارِ خلافت

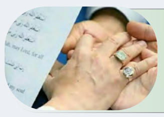

اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے (مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن اور بعثت کا مقصد صرف عقائد کی اصلاح کرنا نہیں تھا۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے اس چیز کے لئے آپ تشریف لائے ہیں۔ بندے کا ایک دوسرے کے حق ادا کرنا بھی ایک مقصد ہے اور یہ سب باتیں اعمال پر منحصر ہیں۔ نیک اعمال بجا لا کر خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا ہوتا ہے اور بندوں کا بھی حق ادا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا تھا، پہلے بھی میں کئی دفعہ یہ چیزیں بیان کر چکا ہوں۔ فرمایا کہ ’’یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 48 ایڈیشن 2003ء)

پھر ایک موقع پر فرمایا: ’’اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 249 ایڈیشن 2003ء)

پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن میں کارآمد ہونا ہے۔ آپ کے مقصد کو پورا کرنے والا بننا ہے تو یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی روکوں کو دُور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ کیونکہ یہ عملی اصلاح ہی دوسروں کی توجہ ہماری طرف پھیرے گی اور نتیجۃً ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل میں ممدّ و معاون بن سکیں گے۔ پس ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس کے حصول کے لئے ہم نے کیا کرنا ہے؟ کیونکہ ہمارے غالب آنے کا ایک بہت بڑا ہتھیار عملی اصلاح بھی ہے۔ ہماری اپنی اصلاح سے ہی ہمارے اندر وہ قوت پیدا ہوگی جس سے دوسروں کی اصلاح ہم کر سکیں گے۔ ہمارے غالب آنے کا مقصد کسی کو ماتحت کرنا اور دنیاوی مقاصد حاصل کرنا تو نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے دل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے۔ لیکن اگر ہمارے اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے تو دنیا کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہماری باتیں سنے۔ پس ہمیں اپنی عملی قوتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ خود دوسروں سے مرعوب ہونے کی بجائے دنیا کو مرعوب کرنے کی ضرورت ہے آجکل جبکہ دنیا میں لوگ دنیاداری اور مادیت سے مرعوب ہو رہے ہیں ہمیں پہلے سے بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور یہ نظریں رکھتے ہوئے اپنے آپ کو دنیا کے رعب سے نکالنے کی ضرورت ہے اور دنیا کو بھی ان شیطانی حالتوں سے نکالنے کی ضرورت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہم بن سکیں اور دنیا کی اکثر آبادی بن سکے۔ لیکن اس کے راستے میں بہت سی روکیں ہیں۔ اس کے لئے ہم نے اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کرنی ہے کہ ان روکوں کو دُور کر سکیں۔ ہمیں دنیا کے مقابلے کے لئے بعض قواعد تجویز کرنے ہوں گے جو ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر لاگو کرے اور پھر اُس کی پابندی کرے۔ اس کے لئے ہمیں اپنے نفسوں کی قربانی دینی ہوگی اور ایک ماحول پیدا کرنا ہوگا۔ جب تک ہمیں یہ حاصل نہیں ہوتا، ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

جیسا کہ میں گزشتہ ایک خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ آجکل دنیا سمٹ کر قریب تر ہوگئی ہے۔ گویا ایک شہر بن گئی ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے ایک محلہ بن گئی ہے۔ ہزاروں میل دُور کی برائی بھی ہر گھر میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پہنچ گئی ہے اور ہر ملک کی جو خواہ ہزاروں میل دور ہے، اچھائی بھی ہر گھر تک پہنچ گئی ہے۔ مجموعی لحاظ سے ہم دیکھیں تو برائی کے پھیلنے کی شرح اچھائی کے پھیلنے کی نسبت بہت زیادہ تیز ہے۔ پھر جیسا کہ میں پہلے بھی کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں اچھائی اور برائی کا معیار بدل گیا ہے۔ ایک چیز جو اسلامی معاشرے میں برائی ہے، دنیا دار معاشرے میں جو اب تقریباً لامذہب معاشرہ ہے، اس میں وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو ہم برائی سمجھتے ہیں۔ یہ ان کے نزدیک بہت معمولی سی چیز ہے بلکہ اچھائی سمجھی جانے لگی ہے۔

(خطبہ جمعہ 10/ جنوری 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بدظنی سے بچو

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

گمانِ بد شیاطیں کا ہے پیشہ
نہ اہلِ عفت و دیں کا ہے پیشہ

تمہارے دل میں شیطاں دے ہے بچے
اسی سے ہیں تمہارے کام کچے

وہی کرتا ہے ظنِ بد بِلاریب
کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وہی عیب

وہ فاسق ہے کہ جس نے رہ گنوایا
نظر بازی کو اِک پیشہ بنایا

مگر عاشق کو ہر گز بد نہ کہیو!
وہاں بدظنیوں سے بچ کے رہیو

اگر عشاق کا ہو پاک دامن
یقیں سمجھو کہ ہے تریاق دامن

مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں
کہ گُل بے خار کم ہیں بوستاں میں

(درثمین صفحہ 156)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9/ دسمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

اللہ کی قسم! صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ مردِ خدا ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختصاص کے کئی لباس عطاء کئے گئے اور اللہ نے اُن کے لئے یہ گواہی دی وہ خاص برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں اور اپنی ذات کی معیّت کو آپؓ کی طرف منسوب کیا اور آپؓ کی تعریف و توصیف کی اور آپؓ کی قدر دانی کی۔۔۔آپؓ نبی تو نہ تھے مگر آپؓ میں رسولوں کے قویٰ موجود تھے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد گزشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کی روشنی میں بسلسلہ محاسن و مناقب حضرت ابو بکر صدّیقؓ مزید بیان کیا۔

بلاشبہ ابو بکر صدّیقؓ اور عمر فاروقؓ

اُس کارواں کے امیر تھے جس نے اللہ کی خاطر بلند چوٹیاں سَر کیں اور اُنہوں نے متمدن اور بادیہ نشینوں کو حق کی دعوت دی یہاں تک کہ اُن کی یہ دعوت دُور دراز ممالک تک پھیل گئی اور اِن دونوں کی خلافت میں بکثرت ثمراتِ اسلام ودیعت کئے گئے اور کئی طرح کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ کامل خوشبو سے معطّر کی گئی۔

اسلام حضرت صدّیق اکبرؓ کے زمانہ میں

مختلف اقسام کے فتنوں کی آگ سے اَلَم رسیدہ تھا اور قریب تھا کہ کھلی کھلی غارت گریاں اُس کی جماعت پر حملہ آور ہوں اور اُس کے لُوٹ لینے پر فتح کے نعرے لگائیں، پس عین اُس وقت حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے صدق کی وجہ سے ربِّ جلیل اسلام کی مدد کو آ پہنچا اور گہرے کنویں سے اُس کا متاعِ عزیز نکالا، چنانچہ اسلام بد حالی کے انتہائی مقام سے بہتر حالت کی طرف لَوٹ آیا۔ پس انصاف ہم پر یہ لازم ٹھہراتا ہے کہ ہم اِس مدد گار کا شکریہ اداء کریں اور دشمنوں کی پرواہ نہ کریں، پس تُو اُس شخص سے بے رخی نہ کر جس نے تیرے سیّد و مولیٰؐ کی مدد کی اور تیرے دین و دَر کی حفاظت کی اور اللہ کی خاطر تیری بہتری چاہی اور تجھ سے بدلہ نہ چاہا۔

تو پھر بڑے تعجب کا مقام ہے

حضرت صدّیق اکبر کی بزرگی سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ آپؓ کے اوصافِ حمیدہ آفتاب کی طرح درخشندہ ہیں اور بلاشبہ ہر مؤمن آپؓ کے لگائے ہوئے درخت کے پھل کھاتا اور آپؓ کے پڑھائے ہوئے علوم سے فیض یاب ہو رہا ہے۔ آپؓ نے ہمارے دین کے لئے فرقان اور ہماری دنیا کے لئے امن و امان عطاء فرمایا اور جس نے اِس سے انکار کیا تو اُس نے جھوٹ بولا اور ہلاکت اور شیطان سے جا ملا اور جن لوگوں پر آپؓ کا مقام و مرتبہ مشتبہ رہا، ایسے لوگ عمداً اخطاء کار ہیں اور اُنہوں نے کثیر پانی کو قلیل جانا، پس وہ غصہ سے اُٹھے اور ایسے شخص کی تحقیر کی جو اوّل درجہ کا مکرم و محترم تھا۔

اللہ صدّیق اکبر پر رحمتیں نازل فرمائے

آپؓ نے اسلام کو زندہ کیا اور زندیقوں کو قتل کیا اور قیامت تک کے لئے اپنی نیکیوں کا فیضان جاری کر دیا، آپؓ بہت گریہ کرنے والے اور متبتّل اِلَی اللہ تھے اور تضرع، دعاء اور اللہ کے حضور گرے رہنا، اُس کے دَر پر گریہ و عاجزی سے جھکے رہنا اور اُس کے آستانہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنا آپؓ کی عادت میں سے تھا۔ آپؓ بحالت سجدہ دعاء میں پورا زور لگاتے اور تلاوت کے وقت روتے تھے، آپؓ بلاشبہ اسلام اور مرسلین کے فخر ہیں۔

آپؓ کا جوہر فطرت خیر البریّہؐ کے جوہر فطرت کے قریب تر تھا

آپؓ نبوت کی خوشبوؤں کو قبول کرنے کے لئے مستعد لوگوں میں سے اوّل تھے۔ حاشرؐ سے قیامت کی مانند جو حشر روحانی ظاہر ہوا، آپؓ اُس کے دیکھنے والوں میں سے سرفہرست تھے اور اُن لوگوں میں سے پہلے تھے جنہوں نے مَیل سے اَٹی چادروں کو پاک وصاف پوشاکوں سے تبدیل کر دیا اور انبیاء کے اکثر خصائل میں انبیاء کے مشابہ تھے۔۔۔جس نے آپؓ سے دشمنی کی تو ایسے شخص اور حق کے درمیان ایک ایسا بند دروازہ حائل ہے جو کچھ بھی صدّیقوں کے سردار کی طرف رجوع کئے بغیر نہ کھلے گا۔

صدّیق کی تخلیق

مبدءِ فیضان کی طرف متوجہ ہونے اور رسول رحمٰنؐ کی طرف رخ کرنے کی صورت میں ہوئی، آپؓ صفاتِ نبوت کے ظہور کے تمام انسانوں سے زیادہ حقدار تھے اور حضرت خیر البریّہؐ کے خلیفہ بننے کے لئے اَولیٰ تھے اور آپؓ متبوعؐ کے ساتھ کمال اتحاد و موافقتِ تامّہ اُستوار کرنے کے اہل تھے نیز یہ کہ وہ جملہ اخلاق، صفات و عادات اپنانے اور انفسی اور آفاقی تعلقات چھوڑنے میں آپؐ کے ایسے کامل مظہر تھے کہ تلواروں اور نیزوں کے زور سے بھی اُن کے درمیان قطعِ تعلق واقع نہ ہو سکے اور آپؓ اِس حالت پر ہمیشہ قائم رہے اور مصائب اور ڈرانے والے حالات نیز لعنت ملامت میں سے کچھ بھی آپؓ کو بے قرار نہ کر سکے۔ آپؓ کی روح کے جوہر میں صدق و صفاء، ثابت قدمی اور تقویٰ شعاری داخل تھی، خواہ سارا جہان مرتد ہو جائے آپؓ اُن کی پرواہ نہ کرتے اور نہ پیچھے ہٹتے بلکہ ہر آن اپنا قدم آگے ہی بڑھاتے گئے اور اِسی وجہ سے اللہ نے نبیوں کے فوراً بعد صدّیقوں کے ذکر کو رکھا اور فرمایا! فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ (النساء:70) اور اِس آیت میں صدّیق اکبرؓ اور آپؓ کی دوسروں پر فضیلت کے اشارے ہیں کیونکہ نبیؐ نے صحابہؓ میں سے آپؓ کے سواء کسی صحابی کا نام صدّیق نہیں رکھا تا کہ وہ آپؓ کے مقام اور عظمتِ شان کو ظاہر کرے۔

لہٰذا غور و فکر کرنے والوں کی طرح غور کر!

اِس آیت میں سالکوں کے لئے کمال کے مراتب اور اُن کی اہلیت رکھنے والوں کی جانب بہت بڑا اِشارہ ہے اور جب ہم نے اِس آیت پر غور کیا اور سوچ کو انتہاء تک پہنچایا تو یہ منکشف ہوا کہ یہ آیت ابو بکر صدّیقؓ کے کمالات پر سب سے بڑی گواہ ہے اور اِس میں ایک گہرا رَاز ہے جو ہر اُس شخص پر منکشف ہوتا ہے جو تحقیق پر مائل ہوتا ہے، پس ابو بکرؓ وہ ہیں جنہیں رسول مقبولؐ کی زبانِ مبارک سے صدّیق کا لقب عطاء کیا گیا اور فرقانِ حمید نے صدّیقوں کو انبیاء کے ساتھ ملایا ہے جیسا کہ اہلِ عقل پر پوشیدہ نہیں۔

اللہ کے لطیف احسانات میں سے جو اُس نے آپؓ پر فرمائے

اور رسول اللہؐ سے کمال قُرب کی جو مخصوصیت آپؓ کو حاصل تھا جیسا کہ ابن خلدونؒ نے بیان کیا ہے وہ یہ تھی کہ ابو بکرؓ اُسی چارپائی پر اُٹھائے گئے جس پر رسول اللہؐ کو اُٹھایا گیا تھا اور آپؓ کی قبر کو بھی نبی کریمؐ کی قبر کی طرح ہموار بنایا گیا اور صحابہؓ نے آپؓ کی لحد کو نبی کریمؐ کی لحد کے بالکل قریب بنایا اور آپؓ کے سَر کو رسول اللہؐ کے دونوں کندھوں کے متوازی رکھا۔ آپؓ نے جو آخری کلمہ اداء فرمایا، وہ یہ تھا کہ اَے اللہ! مجھے مسلم ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین میں شامل فرما۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک نادرِ روزگار بخدا انسان تھے

جنہوں نے اندھیروں کے بعد اسلام کے چہرہ کو تابانی بخشی اور آپؓ کی پوری کوشش یہی رہی کہ جس نے اسلام کو ترک کیا آپؓ نے اُس سے مقابلہ کیا اور جس نے حق سے انکار کیا آپؓ نے اُس سے جنگ کی اور جو اسلام کے گھر میں داخل ہو گیا تو اُس سے نرمی و شفقت کا سلوک کیا، آپؓ نے اشاعتِ اسلام کے لئے سختیاں برداشت کیں، آپؓ نے مخلوق کو نایاب موتی عطاء کئے اور اپنے عزمِ مبارک سے بادیہ نشینوں کو معاشرت سکھائی اور اُن شُتر بے مہاروں کو کھانے، پینے، نشست و برخاست کے آداب اور نیکی کے راستوں کی تلاش اور جنگوں میں بہادری اور جوش کے ادب سکھائے اور آپؓ نے ہر طرف مایوسی دیکھ کر بھی کسی سے جنگ کے بارہ میں نہیں پوچھا بلکہ آپؓ ہر مدمقابل سے نبرد آزماء ہونے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے، ہر بزدل اور بیمار شخص کی طرح آپؓ کو خیالات نے بہکایا نہیں، ہر فساد اور مصیبت کے موقع پر ثابت ہو گیا کہ آپؓ کوہِ رَضْویٰ سے زیادہ راسخ اور مضبوط ہیں۔

پس مَیں نے صدّیق اکبر کو واقعی صدّیق پایا

اور تحقیق کی رُو سے یہ اَمر مجھ پر منکشف ہوا جب مَیں نے آپؓ کو تمام اماموں کا امام اور دین اور اُمّت کا چراغ پایا، تب مَیں نے آپؓ کی رِکاب کو مضبوطی سے تھام لیا اور آپؓ کی امان میں پناہ لی اور صالحین سے محبّت کر کے اپنے ربّ کی رحمت حاصل کرنی چاہی، پس اُس خدائے رحیم نے مجھ پر رحم فرمایا، پناہ دی، میری تائید فرمائی اور میری تربیّت کی اور مجھے معزز لوگوں سے بنایا اور اپنی رحمتِ خاص سے مجھے اِس صدی کا مجدد اور مسیح موعود بنایا اور مجھے مُلہمین میں سے بنایا، مجھ سے غم کو دُور کیا اور مجھے وہ کچھ عطاء کیا جو دنیا جہاں میں کسی اور کو عطاء نہیں کیا اور یہ سب اُس نبی کریمؐ اور اُمّی اور اُن مقربین کی محبّت کے طفیل حاصل ہوا۔ اَے اللہ! تُو اپنے افضل الرسل اور اپنے خاتم الانبیاء اور دنیا کے تمام انسانوں سے بہتر وجود محمدؐ پر دُرود اور سلام بھیج۔

اللہ نے آپؓ اور آپؓ کی خلافت کی قرآن میں توثیق فرمائی

اور بہترین بیان سے آپؓ کی ستائش کی ہے، بلاشبہ آپؓ اللہ کے مقبول اور پسندیدہ ہیں اور آپؓ کی قدر و منزلت کی تحقیر کسی سَر پھرے شخص کے سواء کوئی نہیں کرسکتا۔ آپؓ کی خلافت کے ذریعہ اسلام سے تمام خطرات دُور ہو گئے اور آپؓ کی رافت سے مسلمانوں کی خوش بختی پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اگر خیر الانام کا صدّیق اکبر نہ ہوتا تو قریب تھا کہ اسلام کا ستون منہدم ہو جاتا۔۔۔جو خدا تعالیٰ کے لئے ذلیل ہو وہی انجامکار عزت و جلال کا تخت نشین ہو گا، ایک ابو بکرؓ کو ہی دیکھو! اُس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔

یہ تھے حضرت ابو بکر صدّیقؓ

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! یہ تھے حضرت ابو بکر صدّیقؓ، جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی محبّت میں اپنے آپؓ کو فنا کر دیا تھا۔ بدری صحابہ کے تذکر میں یہ آخری ذکر چل رہا تھا، اب ختم ہوا۔ شاید بعض صحابہ کی (جو مَیں نے شروع میں بیان کئے تھے) کچھ تفصیلات بعد میں آئی ہیں، وہ کبھی موقع ملا تو بیان کر دوں گا۔ نہیں تو جب بدری صحابہ کی اشاعت ہو گی، اُس میں تفصیل چھپ جائے گی۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن۔ جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18؍ نومبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

اے عائشہؓ! میں چاہتا تھا کہ ابوبکر کو اپنے بعد نامزد کردوں مگر میں جانتا ہوں کہ اللہ اور مومن اس کے سوا اَور کسی پر راضی نہیں ہوں گے

حدیث میں صریح طور پر آتا ہے کہ صحابہؓ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ ابوبکر کا ہی مقام ہے

آپؓ کتابِ نبوت کا ایک اجمالی نسخہ تھے اور آپؓ اربابِ فضیلت اور جوانمردوں کے امام تھے اور نبیوں کی سرشت رکھنے والے چیدہ لوگوں میں سے تھے

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان

مکرم محمد داؤد ظفر صاحب مربی سلسلہ رقیم پریس یوکے کی نمازِ جنازہ حاضر نیز دو مرحومین محترمہ رقیہ شمیم بیگم صاحبہ اہلیہ مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم آف سپین اور محترمہ طاہرہ حنیف صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کی نمازِ جنازہ غائب، مرحومین کا ذکرِ خیر

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اور زندگی کے واقعات

بیان ہو رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جو مرتبہ تھا اس بارے میں پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ مزید بھی بیان ہوا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو اپنا جانشین نامزد کرنا چاہتے تھے بلکہ یہ اشارہ دیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکرؓ ہی کو آپؐ کے بعد خلیفہ اور جانشین بنائے گا۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں مجھ سے فرمایا کہ ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش کرے یا کوئی کہنے والا کہے کہ مَیں زیادہ حق دار ہوں لیکن اللہ اور مومن تو سوائے ابوبکر کے کسی اَور کا انکار کریں گے۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل ابی بکرؓ، حدیث نمبر ۶۱۸۱) یعنی کوئی اَور اگر کہے تو اس کا انکار ہو گا۔ حضرت ابوبکرؓ ہی جانشین بنیں گے۔

پھر حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی بھی ایک روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ میرے لیے تم میں باقی رہنا کب تک ہے۔ پس تم میری پیروی کرو اور ان کی جو میرے بعد ہیں۔ اور آپؐ کا اشارہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی طرف تھا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حدیث نمبر ۹۷)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ فرماتے تھے کہ ایک بار میں سویا ہوا تھا۔ میں نے اپنے تئیں ایک کنویں پر دیکھا جس پر ایک ڈول تھا۔ میں نے اس کنویں میں سے جتنا اللہ نے چاہا کھینچ کر پانی نکالا۔ پھر ابن ابی قحافہ نے وہ ڈول لے لیا اور اس سے پانی کا ایک ڈول یا دو ڈول کھینچ کر نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی اور اللہ ان کی اس کمزوری پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان سے درگزر کرے گا۔ پھر وہ ڈول ایک چرسا ہو گیا یعنی چمڑے کا ایک بڑا ڈول بن گیا اور ابنِ خطاب نے اس کو لیا تو میں نے کبھی لوگوں میں ایسا شہ زور نہیں دیکھا جو اس طرح کھینچ کر پانی نکالتا ہو جس طرح عمر نکالتے تھے۔ اتنا نکالا کہ لوگ خوب سیر ہو کر اپنے اپنے ٹھکانوں میں جا بیٹھے۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قول النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لو کنت متخذا خلیلا حدیث نمبر ۳۶۶۴) یعنی حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں کے بارے میں آپؐ نے بتایا کہ آپؐ کے بعد جانشین ہوں گے۔

واقعۂ اِفک میں حضرت ابوبکرؓ کا کردار اور آپؓ کے فضائل

جو ہیں اس کی تفصیل تو پہلے صحابہؓ میں بیان ہو چکی ہے۔ یہاں صرف ایک مختصر حصہ پیش کرتا ہوں جس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر اتنا بڑا الزام لگایا گیا گویا ایک پہاڑ ٹوٹ گیا لیکن حضرت عائشہؓ کے والدین کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام بیٹی کے پیار سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا تھا کہ انہوں نے اس سارے عرصہ میں دیر تک اپنی بیٹی کو اسی حالت میں رہنے دیا کہ جس حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھنا مناسب سمجھا یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب حضرت عائشہؓ اپنے والدین کے گھر تشریف لائیں تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں اسی وقت واپس ان کے گھر بھیج دیا۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ واقعۂ افک کے دوران حضرت عائشہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ایک خادم کے ساتھ اپنے والدین کے گھر تشریف لے گئیں۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں گھر میں داخل ہوئی اور میں نے اپنی والدہ امّ رومان کو مکان کے نچلے حصہ میں اور حضرت ابوبکرؓ کو گھر کے بالاخانے میں پایا۔ وہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ میری ماں نے کہا اے میری پیاری بیٹی! کیسے آئی؟ میں نے انہیں بتایا اور وہ واقعہ ان سے بیان کیا۔ کہتی ہیں میں کیا دیکھتی ہوں کہ اس سے انہیں وہ حیرت نہیں ہوئی جس قدر مجھے ہوئی تھی۔ میرا جو خیال تھا کہ واقعہ سن کر وہ پریشان ہوں گی لیکن ان کو کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ کی والدہ کہنے لگیں کہ اے میری پیاری بیٹی! اپنے خلاف ہونے والی اس بات کو معمولی سمجھو کیونکہ اللہ کی قسم! کم ہی ایسا ہوا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت کسی شخص کے پاس ہو جس سے وہ محبت رکھتا ہو۔ اس کی سوتنیں ہوں مگر وہ اس سے حسد کرتی ہیں اور اس کے متعلق باتیں بنائی جاتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں کیا دیکھتی ہوں کہ اس کا ان پر وہ اثر نہیں جو مجھ پر ہے۔ مَیں نے کہا کہ میرے والد بھی یہ جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں! پھر حضرت عائشہؓ نے کہا، اپنی والدہ سے پوچھا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ انہوں نے کہا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اس بات پر میرے آنسو جاری ہو گئے اور میں رونے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے میری آواز سنی اور وہ گھر کے بالاخانے میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے آئے اور میری ماں سے کہا اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اسے وہ بات پہنچی ہے جو اس کے متعلق کہی جا رہی ہے تو حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کہنے لگے اے میری پیاری بیٹی! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں واپس آ گئی۔

(صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ النور، باب ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ… روایت نمبر ۴۷۵۷)

واقعۂ اُفک کے تذکرہ میں اس گھناؤنی سازش اور حضرت ابوبکرؓ کے مناقب بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ بیان فرمایا کہ ہمیں غور کرنا چاہئے کہ وہ کون کون لوگ تھے جن کو بدنام کرنا منافقوں

کے لیے یا ان کے سرداروں کے لیے فائدہ مند ہوسکتا تھا اور کن کن لوگوں سے اس ذریعہ سے منافق اپنی دشمنی نکال سکتے تھے۔حضورؓ فرماتے ہیں کہ ایک ادنیٰ تدبر سے معلوم ہوسکتا ہے کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا کر دو شخصوں سے دشمنی نکالی جا سکتی تھی۔ ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کیونکہ ایک کی وہ بیوی تھیں اور ایک کی بیٹی تھیں۔ یہ دونوں وجود ایسے تھے کہ ان کی بدنامی سیاسی یا اقتصادی لحاظ سے یا دشمنیوں کے لحاظ سے بعض لوگوں کے لیے فائدہ بخش ہوسکتی تھی یا بعض لوگوں کی اغراض ان کو بدنام کرنے کے ساتھ وابستہ تھیں۔ ورنہ خود حضرت عائشہؓ کی بدنامی سے کسی شخص کو کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ آپؓ سے سوتوں کا تعلق ہوسکتا تھا۔یعنی دوسری بیویاں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ خیال ہوسکتا تھا کہ شائد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتوں نے حضرت عائشہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے گرانے اور اپنی نیک نامی چاہنے کے لیے اس معاملہ میں کوئی حصہ لیا ہو مگر تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتوں نے اس معاملہ میں کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ حضرت عائشہؓ کا اپنا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے جس بیوی کو میں اپنا رقیب اور مدِمقابل خیال کیا کرتی تھی وہ حضرت زینبؓ تھیں۔ ان کے علاوہ اَور کسی بیوی کو میں اپنا رقیب خیال نہیں کرتی تھی مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں زینبؓ کے اس احسان کو کبھی نہیں بھول سکتی کہ جب مجھ پر الزام لگایا گیا تو سب سے زیادہ زور سے اگر کوئی اس الزام کا انکار کیا کرتی تھیں تو وہ حضرت زینبؓ ہی تھیں۔

پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اگر کسی کو دشمنی ہوسکتی تھی تو وہ ان کی سوتوں کو ہی ہوسکتی تھی اور وہ اگر چاہتیں تو اس میں حصہ لے سکتی تھیں تا حضرت عائشہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے گر جائیں اور ان کی عزت بڑھ جائے۔ مگر تاریخ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اس معاملہ میں دخل ہی نہیں دیا یعنی دوسری بیویوں نے۔ اور اگر کسی سے پوچھا گیا تو اس نے حضرت عائشہؓ کی تعریف ہی کی۔ چنانچہ ایک اَور بیوی کے متعلق ذکر آتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس معاملے کا ذکر کیا تو اس نے کہا میں نے تو سوائے خیر کے عائشہؓ میں کوئی چیز نہیں دیکھی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی دشمنی نکالنے کا امکان اگر کسی کی طرف سے ہوسکتا تھا تو ان کی سوتوں کی طرف سے مگر ان کا اس معاملے میں کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا۔

اسی طرح مَردوں کی عورتوں سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ پس آپؓ پر الزام یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی وجہ سے لگایا گیا یا حضرت ابوبکرؓ سے بغض کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مقام حاصل تھا وہ تو الزام لگانے والے کسی طرح چھین نہیں سکتے تھے۔ انہیں جس بات کا خطرہ تھا وہ یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وہ اپنی اغراض کو پورا کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔ اور وہ دیکھ رہے تھے کہ

آپؐ کے بعد خلیفہ ہونے کا اگر کوئی شخص اہل ہے تو وہ ابوبکر ہی ہے۔

پس اس خطرہ کو بھانپتے ہوئے انہوں نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے گر جائیں اور ان کے گر جانے کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کو مسلمانوں میں جو مقام حاصل ہے وہ بھی جاتا رہے اور مسلمان آپؓ سے بدظن ہو کر یعنی حضرت ابوبکرؓ سے بدظن ہو کر اس عقیدت کو ترک کر دیں جو انہیں آپؓ سے تھی اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہونے کا دروازہ بالکل بند ہوجائے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں جس طرح حضرت خلیفہ اولؓ کی زندگی میں پیغامیوں کا گروہ مجھ پر اعتراض کرتا رہتا تھا اور مجھے بدنام کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ پس یہی وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگنے کے واقعہ کے بعد خلافت کا بھی ذکر کیا۔

حدیث میں صریح طور پر آتا ہے کہ صحابہؓ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ ابوبکرؓ کا ہی مقام ہے۔

پھر حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ! آپ میری فلاں حاجت پوری کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا اس وقت نہیں، پھر آنا۔ وہ بدوی تھا اور تہذیب و شائستگی کے اصول سے ناواقف تھا۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ آخر آپؐ انسان ہیں۔ اگر میں پھر آؤں اور آپؐ اس وقت فوت ہو چکے ہوں تو میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں دنیا میں نہ ہوا تو ابوبکرؓ کے پاس چلے جانا، وہ تمہاری حاجت پوری کر دے گا۔ اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔

اے عائشہؓ! میں چاہتا تھا کہ ابوبکر کو اپنے بعد نامزد کر دوں مگر میں جانتا ہوں کہ اللہ اور مومن اس کے سوا اَور کسی پر راضی نہیں ہوں گے

اس لیے میں کچھ نہیں کہتا۔غرض صحابہ یہ قدرتی طور پر سمجھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان میں سے اگر کسی کا درجہ ہے تو ابوبکر کا اور وہی آپؐ کا خلیفہ بننے کے اہل ہیں۔

مکی زندگی تو ایسی تھی کہ اس میں حکومت اور اس کے انتظام کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا لیکن مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد حکومت قائم ہوگئی اور طبعاً منافقوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہونے لگا کیونکہ آپؐ کی مدینہ میں تشریف لانے کی وجہ سے ان کی کئی امیدیں باطل ہوگئی تھیں۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب یہ دیکھا کہ اس کی بادشاہت کے تمام امکانات جاتے رہے ہیں تو اسے سخت غصہ آیا اور گو وہ بظاہر مسلمانوں میں مل گیا مگر ہمیشہ اسلام میں رخنے ڈالتا رہتا تھا اور چونکہ اب وہ اَور کچھ نہیں کرسکتا تھا اس لیے اس کے دل میں اگر کوئی خواہش پیدا ہوسکتی تھی تو یہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوں تو میں مدینہ کا بادشاہ بنوں لیکن مسلمانوں میں جونہی بادشاہت قائم ہوئی اور ایک نیا نظام انہوں نے دیکھا تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف سوالات کرنے شروع کر دیے کہ اسلامی حکومت کا کیا طریق ہے؟ آپؐ کے بعد اسلام کا کیا حال ہو گا اور اس بارے میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب یہ حالت دیکھی تو اسے خوف پیدا ہونے لگا کہ اب اسلام کی حکومت ایسے رنگ میں قائم ہو گی کہ اس میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو گا۔یعنی عبداللہ کا کوئی حصہ نہ ہو گا۔ وہ ان حالات کو روکنا چاہتا تھا۔ اور اس کے لیے جب اس نے غور کیا تو اسے نظر آیا کہ اگر اسلامی حکومت کو اسلامی اصول پر کوئی شخص قائم کرسکتا ہے تو وہ ابوبکرؓ ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی نظر اسی کی طرف اٹھتی یعنی حضرت ابوبکرؓ کی طرف اور وہ اسے سب دوسروں سے معزز سمجھتے ہیں۔ پس اس نے اپنی خیر اسی میں دیکھی کہ ان کو بدنام کر دیا جائے اور لوگوں کی نظروں سے حضرت ابوبکرؓ کو گرا دیا جائے بلکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے بھی گرا دیا جائے اور اس بدنیتی کے پورا کرنے کا موقع اسے حضرت عائشہؓ کے ایک جنگ میں پیچھے رہ جانے کے واقعہ سے مل گیا اور اس خبیث نے آپؓ پر گندا الزام لگا دیا جو قرآن کریم میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے اور حدیثوں میں اس کی تفصیل آتی ہے۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کی اس میں یہ غرض تھی کہ اس طرح حضرت ابوبکرؓ لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہوجائیں گے اور آپؓ کے تعلقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خراب ہوجائیں گے اور اس نظام کے قائم ہونے میں رخنہ پڑ جائے گا جس کا قائم ہونا اسے لابدی نظر آتا تھا، نظر آ رہا تھا کہ لازمی یہ ہو گا اور جس کے قائم ہونے سے اس کی امیدیں تباہ ہو جاتی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت کے خواب صرف عبداللہ بن ابی بن سلول ہی نہیں دیکھ رہا تھا بعض اَور لوگ بھی اس مرض میں مبتلا تھے۔ چونکہ منافق اپنی موت کو ہمیشہ دُور سمجھتا ہے اور وہ دوسروں کی موت کے متعلق اندازے لگاتا رہتا ہے اس لیے عبداللہ بن ابی بن سلول بھی اپنی موت کو دُور سمجھتا تھا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرے گا۔ وہ یہ قیاس آرائیاں کرتا رہتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوں تو میں عرب کا بادشاہ بنوں گا۔ لیکن اب اس نے دیکھا کہ ابوبکر کی نیکی اور تقویٰ اور بڑائی مسلمانوں میں تسلیم کی جاتی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے تشریف نہیں لاتے تو ابوبکر آپؐ کی جگہ نماز پڑھاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فتویٰ پوچھنے کا موقع نہیں ملتا تو مسلمان ابوبکر سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر عبداللہ بن ابی بن سلول کو جو آئندہ کی بادشاہت ملنے کی امید لگائے بیٹھا تھا سخت فکر لگا اور اس نے چاہا کہ اس کا ازالہ کرے۔ چنانچہ اسی امر کا ازالہ کرنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت اور آپؓ کی عظمت کو مسلمانوں کی نگاہ سے گرانے کے لیے اس نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہؓ پر الزام لگنے کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے نفرت پیدا ہو اور حضرت عائشہؓ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت کا یہ نتیجہ نکلے کہ حضرت ابوبکرؓ کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی نگاہوں

میں جو اعزاز حاصل ہے وہ کم ہو جائے اور ان کے آئندہ خلیفہ بننے کا امکان نہ رہے چنانچہ اسی امر کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے، فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا ہے وہ تم لوگوں میں سے ہی مسلمان کہلانے والا ایک جتھا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ۔ تم یہ خیال نہ کرو کہ یہ الزام کوئی بُرا نتیجہ پیدا کرے گا بلکہ یہ الزام بھی تمہاری بہتری اور ترقی کا موجب ہو جائے گا۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے لو اَب ہم خلافت کے متعلق بھی اصول بیان کر دیتے ہیں اور تم کو یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ

یہ منافق زور مار کر دیکھ لیں۔ یہ ناکام رہیں گے اور ہم خلافت کو قائم کر کے چھوڑیں گے کیونکہ خلافت نبوت کا ایک جزو ہے اور الٰہی نور کے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 18 صفحہ 451 تا 455)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ''اب دیکھو! سورۂ نور کے شروع سے لے کر اس کے آخر تک کس طرح ایک ہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ پہلے اس الزام کا ذکر کیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لگایا گیا تھا اور چونکہ حضرت عائشہؓ پر الزام لگانے کی اصل غرض یہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذلیل کیا جائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے جو تعلقات ہیں وہ بگڑ جائیں اور اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی نگاہ میں بھی ان کی عزت کم ہو جائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ خلیفہ نہ ہو سکیں۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول یہ بھانپ گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی نگاہ اگر کسی پر اٹھتی ہے تو وہ ابوبکرؓ ہی ہے اور اگر ابوبکرؓ کے ذریعہ سے خلافت قائم ہوگئی تو عبداللہ بن ابی بن سلول کی بادشاہی کے خواب کبھی پورے نہ ہوں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس الزام کے ذکر کے معاً بعد خلافت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ خلافت بادشاہت نہیں ہے۔ وہ تو نورِ الٰہی کے قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے اس لئے اس کا قیام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اس کا ضائع ہونا تو نورِ نبوت اور نورِ الوہیت کا ضائع ہونا ہے۔ پس وہ اس نور کو ضرور قائم کرے گا اور نبوت کے بعد بادشاہت ہرگز قائم نہیں ہونے دے گا اور جسے چاہے گا خلیفہ بنائے گا بلکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ مسلمانوں سے ایک نہیں متعدد لوگوں کو خلافت پر قائم کر کے نور کے زمانہ کو لمبا کر دے گا۔ یہ مضمون ایسا ہی ہے جیسے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمایا کرتے تھے کہ خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں کہ جس کا جی چاہے پی لے۔ اسی طرح فرمایا

تم اگر الزام لگانا چاہتے ہو تو بے شک لگاؤ نہ تم خلافت کو مٹا سکتے ہو نہ ابوبکرؓ کو خلافت سے محروم کر سکتے ہو کیونکہ خلافت ایک نور ہے۔ وہ نور اللہ کے ظہور کا ایک ذریعہ ہے اس کو انسان اپنی تدبیروں سے کہاں مٹا سکتا ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ اسی طرح خلافت کا یہ نور چند اَور گھروں میں بھی پایا جاتا ہے اور کوئی انسان اپنی کوششوں اور اپنے مکروں سے اس نور کے ظہور کو روک نہیں سکتا۔''

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 457)

بہرحال یہ خلافت کے بارے میں ایک مضمون ہے۔ اس پہ آپؓ نے خطبہ دیا تھا۔ اس سے (پتہ چلتا ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت ابوبکرؓ کا ایک مقام تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کی جو فعلی شہادت تھی اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ نبوت کے فوراً بعد جو خلافت کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جاری رہنا تھا وہ جاری رہا اور اس کے بعد اگر بادشاہت آئی تو وہ بعد کی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے وہ نظام (اب) پھر قائم ہوا۔

پھر حضرت ابوبکرؓ کے انکسار اور تواضع کے بارے میں

آتا ہے۔ حضرت سعید بن مسیبؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ہمراہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ جھگڑ پڑا اور آپؓ کو تکلیف پہنچائی۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ خاموش رہے۔ اس نے دوسری مرتبہ تکلیف پہنچائی جس پر حضرت ابوبکرؓ پھر خاموش رہے۔ اس نے تیسری مرتبہ تکلیف دی تو حضرت ابوبکرؓ نے بدلہ لیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے بدلہ لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں؟ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آسمان سے ایک فرشتہ اترا جو اس بات کی تکذیب کر رہا تھا جو وہ تیری نسبت بیان کر رہا تھا۔ جب تُو نے بدلہ لیا تو شیطان آ گیا اور میں اس مجلس میں نہیں بیٹھنے والا جس میں شیطان پڑ گیا ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الانتصار حدیث نمبر ۴۸۹۶)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تین باتیں ہیں جو سب برحق ہیں۔ کسی بندے پر کسی چیز کے ذریعہ ظلم کیا جائے اور وہ محض اللہ عزوجل کی خاطر اس سے چشم پوشی کرے تو اللہ اسے اپنی نصرت کے ذریعہ سے معزز بنا دیتا ہے۔ وہ شخص جو کسی عطیے کا دروازہ کھولے جس کے ذریعہ اس کا ارادہ صلہ رحمی کرنے کا ہو تو اللہ اس کے ذریعہ اسے مال کی کثرت میں بڑھا دیتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ وہ شخص جو سوال کا دروازہ کھولے جس کے ذریعہ اس کا ارادہ مال کی کثرت کا ہو تو اللہ اسے اس کے ذریعہ قلت اور کمی میں بڑھا دیتا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۴۷ کتاب البر و الصلۃ حدیث ۱۳۶۹۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکرؓ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''آپ رضی اللہ عنہ معرفتِ تامہ رکھنے والے عارف باللہ، بڑے حلیم الطبع اور نہایت مہربان فطرت کے مالک تھے اور انکسار اور مسکینی کی وضع میں زندگی بسر کرتے تھے۔ بہت ہی عفو و درگزر کرنے والے اور مجسّم شفقت و رحمت تھے۔ آپؓ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے۔ آپؓ کا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا تعلق تھا اور آپؓ کی روح خیر الوریٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح سے پیوست تھی اور جس نور نے آپؓ کے آقا و مقتدا محبوبِ خداؐ کو ڈھانپا تھا اسی نور نے آپؓ کو بھی ڈھانپا ہوا تھا اور آپؓ رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کے لطیف سائے اور آپؐ کے عظیم فیوض کے نیچے چھپے ہوئے تھے۔ اور فہمِ قرآن اور سید الرسل، فخرِ بنی نوع انسانؐ کی محبت میں آپؓ تمام لوگوں سے ممتاز تھے۔ اور جب آپؓ پر اخروی حیات اور الٰہی اسرار منکشف ہوئے تو آپؓ نے تمام دنیوی تعلقات توڑ دیئے اور جسمانی وابستگیوں کو پرے پھینک دیا اور اپنے آپ اپنے محبوبؐ کے رنگ میں رنگین ہو گئے اور واحد مطلوب ہستی کی خاطر ہر مراد کو ترک کر دیا اور تمام جسمانی کدورتوں سے آپ کا نفس پاک ہو گیا۔ اور سچے یگانہ خدا کے رنگ میں رنگین ہو گیا اور رب العالمین کی رضا میں گم ہو گیا اور جب سچی الٰہی محبت آپؓ کے تمام رگ و پے اور دل کی انتہائی گہرائیوں میں اور وجود کے ہر ذرہ میں جاگزین ہو گئی۔ اور آپؓ کے افعال و اقوال میں اور برخاست و نشست میں اس کے انوار ظاہر ہو گئے تو آپؓ صدیق کے نام سے موسوم ہوئے اور آپ کو نہایت فراوانی سے تر و تازہ اور گہرا علم تمام عطا کرنے والوں میں سے بہتر عطا کرنے والے خدا کی بارگاہ سے عطا کیا گیا۔ صدق آپؓ کا ایک راسخ ملکہ اور طبعی خاصہ تھا اور اس صدق کے آثار و انوار آپؓ میں اور آپؓ کے ہر قول و فعل، حرکت و سکون اور حواس و انفاس میں ظاہر ہوئے۔ آپؓ آسمانوں اور زمینوں کے ربّ کی طرف سے منعم علیہ گروہ میں شامل کئے گئے۔

آپؓ کتابِ نبوت کا ایک اجمالی نسخہ تھے۔ اور آپؓ اربابِ فضیلت اور جوانمردوں کے امام تھے اور نبیوں کی سرشت رکھنے والے چیدہ لوگوں میں سے تھے۔''

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''تُو ہمارے اس قول کو کسی قسم کا مبالغہ تصور نہ کر اور نہ ہی اسے نرم رویے اور چشم پوشی کی قسم سے محمول کر اور نہ ہی اسے چشمۂ محبت سے پھوٹنے والا سمجھ بلکہ یہ وہ حقیقت ہے جو بارگاہ رب العزت سے مجھ پر ظاہر ہوئی۔''

آپؑ نے حضرت ابوبکرؓ کا جو مقام بیان کیا ہے، آپؓ کے خواص، آپؓ کے مناقب اور جو اتنی تعریفیں کی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر براہ راست ظاہر فرمائی ہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''اور آپ رضی اللہ عنہ کا مشرب ربّ الارباب پر توکل کرنا اور اسباب کی طرف کم توجہ کرنا تھا اور

آپ تمام آداب میں ہمارے رسول اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور ظل

کے تھے اور آپ کو حضرت خیر البریہ ؐ سے ایک ازلی مناسبت تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو حضور کے فیض سے پل بھر میں وہ کچھ حاصل ہو گیا جو دوسروں کو لمبے زمانوں اور دُور دراز اقلیموں میں حاصل نہ ہو سکا۔‘‘

(سر الخلافۃ، اردو ترجمہ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ صفحہ 101 تا 103)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ ساتھیوں میں شمولیت۔

اس کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ حضرت علی بن ابوطالبؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً ہر نبی کو سات نجیب ساتھی دیے گئے یا فرمایا ساتھی۔ صرف ساتھی کہا اور مجھے چودہ دیے گئے ہیں۔ ہم نے انہیں کہا وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں اور میرے دونوں بیٹے اور حضرت جعفرؓ اور حضرت حمزہؓ اور حضرت ابوبکرؓ یعنی حضرت علیؓ اور ان کے دونوں بیٹے حضرت جعفرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت بلالؓ اور حضرت سلمانؓ اور حضرت عمارؓ اور حضرت مقدادؓ اور حضرت حذیفہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب الحسن والحسین حدیث نمبر ۳۷۸۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو

حج کی امارت

بھی دی گئی تھی۔ اس بارے میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے 9؍ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحج بنا کر مکہ روانہ فرمایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا۔ پھر آپؐ سے ذکر کیا گیا کہ مشرکین دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر حج کرتے ہیں اور شرکیہ الفاظ ادا کرتے ہیں اور خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال حج کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر روانہ فرمایا۔

(الروض الانف جلد۴ صفحہ۳۱۸ حج ابی بکر بالناس سنۃ تسع، دارالکتب العلمیۃ بیروت)(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد۹ صفحہ ۳۸۴ حدیث ۱۶۲۲ کتاب الحج باب لا یطوف بالبیت عریان مطبوعہ دار احیاء التراث ۲۰۰۳ء)

حضرت ابوبکر صدیقؓ تین سو صحابہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بیس قربانی کے جانور بھیجے جن کے گلے میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قربانی کی علامت کے طور پر گانیاں پہنائیں اور نشان لگائے۔ حضرت ابوبکرؓ خود اپنے ساتھ پانچ قربانی کے جانور لے کر گئے۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۵۔باب سرایہ و بعوثہ ﷺ / سریہ اُسامہ بن زید بن حارثہؓ الی أبنی۔دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

روایت میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ نے سورۂ توبہ کی ابتدائی آیات کا اس حج کے موقع پر اعلان کیا تھا۔ اس کی تفصیل تو حضرت علیؓ کے ذکر میں اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے ذکر میں شروع میں ایک دفعہ خطبہ میں مَیں بیان کر چکا ہوں۔ بہرحال مختصراً یہاں بیان کرتا ہوں کہ جب سورت براءت یعنی سورت توبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو بطور امیر حج بھجوا چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپؐ یہ سورت حضرت ابوبکرؓ کی طرف بھیج دیں تا کہ وہاں پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کے سوا کوئی یہ فریضہ میری طرف سے ادا نہیں کر سکتا۔ پھر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلوایا اور انہیں فرمایا کہ سورت توبہ کے آغاز میں جو بیان ہوا ہے اس کو لے جاؤ اور قربانی کے دن جب لوگ منیٰ میں اکٹھے ہوں تو ان میں اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہو گا اور اس سال کے بعد کسی مشرک کو حج کرنے کی اجازت نہ ہو گی۔ نہ ہی کسی کو ننگے بدن بیت اللہ کے طواف کی اجازت ہو گی اور جس کسی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معاہدہ کیا ہے اس کی مدت پوری کی جائے گی۔

حضرت علیؓ اس فرمان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت ابوبکرؓ سے جا ملے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو راستے میں دیکھا یا ملے تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کو امیر مقرر کیا گیا ہے یا آپ میرے ماتحت ہوں گے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ کے ماتحت۔ پھر دونوں روانہ ہو گئے۔ آپ کے ماتحت ہوں گا لیکن یہ آیات جو ہیں وہ میں پڑھوں گا۔ بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کی حج کے امور پر نگرانی کی اور اس سال اہل عرب نے اپنی انہی جگہوں پر پڑاؤ کیا ہوا تھا جہاں وہ زمانہ جاہلیت میں پڑاؤ کیا کرتے تھے۔ جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگوں میں اس بات کا اعلان کیا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کی تفصیل میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔حج ابی بکر بالناس سنۃ تسع واختصاص النبی ﷺ علی بن ابی طالب… صفحہ ۸۳۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۱ء)

حضرت ابوبکرؓ کا یہ ذکر ان شاء اللہ آئندہ بھی ہو گا۔ اس وقت مَیں

بعض مرحومین کا ذکر

کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا تو

مکرم محمد داؤد ظفر صاحب ابن چودھری محمد یوسف صاحب کا ہے۔ مربی سلسلہ

تھے۔ یہاں یوکے میں رقیم پریس میں تھے۔ 16؍نومبر کو ان کی وفات ہوئی۔ 48 سال عمر تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کا جنازہ حاضر ہے۔ ان شاء اللہ نمازوں کے بعد مَیں جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔

1998ء میں انہوں نے جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کا کورس مکمل کیا۔ پھر مربی سلسلہ کے طور پر مختلف جگہوں پر کام کرتے رہے۔ پھر 2001ء میں انگلستان آ گئے۔ یہاں رقیم پریس میں اسلام آباد میں ان کی تقرری ہوئی۔ بڑے شوق سے خدمت بجالاتے رہے۔ خلافت سے بڑا گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ اسلام آباد میں رہائش کے دوران کچھ عرصہ یہ صدر جماعت اسلام آباد بھی رہے۔ عمرہ کرنے کی سعادت بھی ان کو ملی۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ ان کے پسماندگان میں والدین اور اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

ان کے والد چودھری یوسف صاحب بیان کرتے ہیں کہ داؤد کو میں نے جب مربی بننے کی تحریک کی تو انہوں نے میری اس خواہش کی مکمل تکمیل کی۔ بعض لوگوں نے ان کو کہا کہ اگر مربی بننے کی بجائے دنیاوی تعلیم حاصل کرنے میں اتنی کوشش کریں تو وہ زیادہ اچھی ملازمت حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے گھر کے مالی حالات کو بہتر بنا سکتے ہیں لیکن داؤد صاحب نے ایسے مشوروں کو یکسر مسترد کر دیا۔ جامعہ سے شاہد مربی بننے سے لے کر وفات تک مکمل وفا کے ساتھ اپنا وقف نبھایا۔ بہت اطاعت گزار بیٹے تھے۔ والد کہتے ہیں کہ میری ہر بات مانتے رہے، کبھی انکار نہیں کیا۔ ہمیشہ مجھے سکھ پہنچانے کی کوشش کی۔ مالی مشکلات کے باوجود کبھی بھی اپنے وقف کو چھوڑنے کا نہیں سوچا۔ جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران مالی مشکلات کی وجہ سے سائیکل کو پنکچر اگر ہو جاتا تھا تو اس کے پنکچر لگانے کے پیسے نہیں ہوتے تھے۔ کہتے ہیں گھر سے سائیکل میں ہوا بھر کے جامعہ پہنچ جاتے تھے اور واپسی پر اسی طرح کرتے تھے۔ کبھی گلہ شکوہ نہیں کیا۔ خلیفۂ وقت کی اطاعت کرنے والے اور منشا کو سمجھنے والے مربی تھے۔

ان کی اہلیہ مبارکہ صاحبہ کہتی ہیں کہ بائیس سال ہماری رفاقت رہی۔ بہت نرم دل، محنتی، خدا پر بے حد توکل اور ہر ایک کی بےلوث خدمت کرنے والا پایا۔ زندگی میں بہت سے مواقع ایسے آئے جب کچھ چیزیں بظاہر ناممکن لگیں تو میں کہتی کہ یہ کیسے ہو گا؟ تو کہتے کہ اللہ پر توکل کرو سب ٹھیک ہو جائے گا اور اللہ کے فضل سے پھر ایسا ہی ہو جاتا۔ بچوں کو ہمیشہ نصیحت کرتے کہ اچھے انسان بنا۔ کبھی کسی کے لیے تکلیف کا باعث نہ بننا۔ کہتی ہیں بچوں کو بٹھا کر اکثر یہ ذکر کرتے تھے کہ آج میں جو بھی ہوں خلافت کے تعلق کی وجہ سے ہوں اور جماعت کی وجہ سے ہوں۔ اللہ مجھے توفیق دے کہ میں اپنے وقف کو صحیح نبھا سکوں۔ ہمیشہ ان کی یہی خواہش ہوتی تھی۔

ان کی بڑی بیٹی درِ ثمانہ صاحبہ کہتی ہیں۔ وہ ہم سے صرف ایک ہی بات کا مطالبہ کیا کرتے تھے کہ ہم اچھے احمدی مسلمان بنیں اور اپنے آس پاس کے لوگوں کا خیال رکھیں اور کبھی بھی کسی کو ہماری وجہ سے تکلیف نہ ہو۔

بڑے بیٹے روحان کہتے ہیں میرے والد صاحب کو ہماری روحانی تربیت کی بہت فکر رہتی تھی۔ جب بھی ہم کوئی سوال پوچھتے تو وہ ایک مربی ہونے کی وجہ سے قرآنی تعلیم کی روشنی میں اور دینی پہلو سے جواب دینے کی

کوشش کرتے تھے۔ چھوٹے بیٹے فواد داؤد ہیں پندرہ سال ان کی عمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کو کینسر ہوگیا تھا اور آخری دنوں میں اس کی بہت شدت ہوگئی تھی تو آخری ایام میں مجھے کہا کہ میں تمہیں ایک خوبصورت زندگی جیتے دیکھنا چاہتا تھا تاہم میرے اللہ کی مشیت کچھ اَور ہے اور میں اس کی رضا پہ راضی ہوں۔ بہرحال بچوں کو ہمیشہ نیکی کی، جماعت سے تعلق کی، خلافت سے تعلق کی نصیحت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصیحتوں پر ان کو عمل کرنے کی توفیق بھی دے اور ان کے لیے ان کی دعائیں بھی قبول کرے۔

یہ بات تو ان کے واقف کاروں نے، مربیان نے عموماً ہر ایک نے لکھی ہے کہ بہت ہنس مکھ اور مجلس لگانے والے، دل موہ لینے والے، ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے اور اپنے پروفیشن میں کمپیوٹر اور آرٹ ورک میں مہارت رکھتے تھے۔ مربی تھے لیکن دماغ تھا کہ ٹیکنیکل کاموں میں بھی اور ایڈیٹنگ وغیرہ میں بھی بڑا اچھا چلتا تھا۔ رقیم پریس میں انہوں نے بڑا کام کیا۔ اپنے ہنر کو استعمال کرنے کا انہیں خوب موقع ملا۔ جماعتی خدمت کو ہمیشہ خدا کے فضل اور اپنے لیے سعادت تصور کرتے تھے۔

پھر ایک رشتے دار نے یہ بھی لکھا ہے کہ دوسروں کے کام بڑے خاموشی سے آتے تھے۔ بڑی خاموشی سے ضرورت مند لوگوں کو رشتہ داروں کو مالی مدد بھی کر دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ دے۔

دو جنازہ غائب

بھی ہیں ان میں سے پہلا

رقیہ شمیم بشریٰ صاحبہ کا ہے جو مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم سابق مبلغ سپین کی اہلیہ تھیں۔

گذشتہ دنوں ان کی بھی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

یہ 1932ء میں قادیان میں پیدا ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ کئی سال تک ان کو صدر لجنہ سپین کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ان کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ ان کے ایک پوتے عطاء المنعم طارق واقف نو واقفِ زندگی ہیں۔ سینٹرل سپینش ڈیسک کے انچارج ہیں۔ ایک پوتی بھی مربی سلسلہ سے بیاہی ہوئی ہیں۔ بیٹے بھی دونوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کا کام کرنے والے ہیں۔ ان کے ایک بڑے بیٹے نائب امیر بھی ہیں۔ رقیہ صاحبہ کے دادا مولوی فخر دین صاحب اور دادی صاحب بی بی صاحبہ تھیں جو بنیادی طور پر بھیرہ سے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بیعت کرنے کے بعد قادیان چلے گئے۔ ان کے نانا بھائی عبدالرحیم صاحبؓ تھے۔ ان کا تعلق اجمیر سے تھا۔ شروع میں سکھ مذہب سے تعلق تھا۔ پھر انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی اور وہ بھی بیعت کے بعد پڑھنے کے لئے قادیان آ گئے۔ اس لیے ننھیال ددھیال دونوں صحابہ میں سے تھا۔

رقیہ بیگم صاحبہ کے بارے میں ان کے بیٹے نے لکھا ہے کہ دعوت الامیر سے خاص لگاؤ تھا۔ کئی بار اسے پڑھا اور کہا کرتی تھیں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد میرے ذہن میں موجود بہت سے شکوک وشبہات کے جوابات مل گئے۔ بارہ سال کی عمر سے ہی نماز کے لیے دل میں بہت زیادہ لگن تھی۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتی تھیں کہ انہیں ایمان کے راستوں اور صراط مستقیم پر چلائے۔ پردے کا بہت خیال رکھنے والی تھیں۔ اس سلسلہ میں دوسری خواتین کے لیے مثال تھیں۔ مریضوں اور محتاجوں کے ساتھ ہمدردی رکھتی تھیں۔ ہر ممکن طریق سے ان کی مدد کرنے کے لیے تیار رہتی تھیں۔

ابتدائی دَور میں جب مولانا صاحب کے ساتھ سپین آئی ہیں تو سپین میں بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اکثر پولیس تبلیغ کی وجہ سے مولانا صاحب کو حراست میں لے لیتی تھی یا پھر گھر پہ چھاپے مارتی تھی۔ پولیس تبلیغی سرگرمیوں کے ثبوت کے لیے تلاشی کرتی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے میاں کی طرح اس یقین پر قائم تھیں کہ آخر کار اللہ تعالیٰ ان کی مدد ضرور کرے گا اور تمام مشکلات کو دُور کر دے گا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مولانا صاحب کو قرطبہ میں مسجد بنانے کے لیے مناسب جگہ تلاش کرنے کی ہدایت فرمائی تو اس سلسلہ میں انہوں نے بھی ہر طرح سے مدد کی۔ ان کے بیٹے نے لکھا ہے کہ جب مسجد بشارت کی تعمیر شروع ہوئی تو تقریباً ہر روز اپنے شوہر کے ساتھ بس وغیرہ کے ذریعہ قرطبہ سے پیدروآباد تک تعمیراتی کاموں کی پیشرفت، کاموں کی نگرانی کے لیے آتی تھیں۔ سارے اخراجات کا ریکارڈ ان کے پاس ہوتا تھا۔ باقاعدہ اکاؤنٹنٹ کے طور پر انہوں نے مسجد کی تعمیر میں کام کیا۔

ان کے بیٹے فضل الٰہی قمر کہتے ہیں کہ والدہ صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی نصیحت کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اپنی ڈیوٹی کو مدنظر رکھنا اور اپنے شوہر کو مشورے دینا۔ آپ ایک ایسے ملک جا رہی ہیں جہاں آپ نے اپنے میاں کو تبلیغ کے کاموں میں سست نہیں بنانا بلکہ زیادہ فعال کرنا ہے۔ مرنے کے بعد ساتھ رہنے کے لیے بہت سارا وقت ہوگا۔ اس بنیاد کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کو زندگی کے ان دنوں میں کام کرنے کے وقت کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور بہرحال وہ ان نصیحتوں پر عمل کرتی رہیں۔ جو بھی صورت حال ہوتی آپ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے صبر اور حوصلے سے کام کیا۔ ابتدائی دن بہت مشکل تھے لیکن آپ نے انہیں بھی ہمت سے برداشت کیا۔ دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے یورپ کے ایسے ملک میں اسلامی نمونہ قائم کیا جہاں ایک وقت میں اسلام کا نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا تھا۔ سپین میں تبلیغ احمدیت کے کام کو پھیلانے میں آپ کا نمایاں کردار تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا ذکر

محترمہ طاہرہ حنیف صاحبہ

کا ہے جو سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی بیٹی تھیں اور مرزا حنیف احمد صاحب مرحوم جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بیٹے تھے ان کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں ان کی بھی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا حضرت مصلح موعودؓ کی بہو تھیں اور میری ممانی بھی تھیں۔ 1936ء میں یہ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تھے جیسا کہ میں نے کہا جنہوں نے بخاری کی کافی جلدوں کی شرح بھی لکھی ہوئی ہے۔ بڑے عالم تھے۔ یہ عرب ممالک میں بھی رہے ہیں۔ طاہرہ بیگم صاحبہ کی والدہ کا نام سیدہ سیارہ صاحبہ تھا۔ ان کا تعلق دمشق سے تھا۔ یہ عرب تھیں۔ ان کے دادا حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کے ذریعہ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ہوا جنہوں نے 1901ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور اس کے لیے بھی پورے خاندان کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح راہنمائی کی کہ بچوں کو، بڑوں کو، خوابوں کے ذریعہ سے راہنمائی کرتا رہا اور ان کے ایمانوں کو مضبوط کرتا رہا۔ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نانا تھے۔ اس طرح یہ ان کی ماموں زاد تھیں۔ مکرمہ طاہرہ صاحبہ 1972ء سے 1990ء تک لجنہ اماء اللہ ربوہ میں سیکرٹری اصلاح و ارشاد کی خدمت کی توفیق بھی پاتی رہیں۔ پھر سیرالیون میں بھی اپنے واقفِ زندگی خاوند کے ساتھ انہوں نے کچھ سال، وقت گزارا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا۔

ان کی بڑی بیٹی امۃ المومن کہتی ہیں کہ ہم نے امی کو ہمیشہ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد، روزوں اور قرآن مجید کی تلاوت میں باقاعدگی سے مصروف دیکھا۔ بلکہ اشراق وغیرہ کی نمازیں بھی پڑھا کرتی تھیں۔ کبھی بھی یہ روٹین سے نہیں ہٹتی دیکھیں۔ سب کچھ آپ بہت محبت اور لگن سے کرتی تھیں۔ عبادت بھی بڑی محبت اور لگن سے ہوتی تھی۔ کہتی ہے مجھے بہت حیرت ہوتی تھی کہ اس کے ساتھ باقی دنیاداری کے کام کیسے نبھاتی ہیں۔ سسرال کے حقوق، ہمسائیگی کا حق، میرے ابا کا خیال رکھنا، ہم سب کے کھانے پینے کی فکر، مہمان نوازی کا بھی بےحد شوق تھا۔ جماعت کے ساتھ محبت، خلفاء جو آپ کی زندگی میں آئے ان سب کے ساتھ بہت اخلاص کا تعلق تھا اور خلافت کی وفادار تھیں۔ وصیت کی ہمیشہ فکر رہتی تھی۔ خلیفۂ وقت کو خط لکھنے کی تلقین کرتی تھیں اور کہتی تھیں خط لکھ کر تسلی ہو جاتی ہے۔ مجھے بھی بڑی باقاعدگی سے یہ خط لکھا کرتی تھیں اور بلکہ ہر خطبہ کے بعد اکثر ان کے خط آتے تھے اور اس پر مختلف قسم کے تبصرے بھی ہوتے تھے۔ بعض باتیں جو ان کو اچھی لگتی تھیں ان میں خاص طور پہ ان کا ذکر ہوتا تھا۔ کبھی کوئی اعتراض والی بات نہیں کرتی تھیں بلکہ کبھی کوئی ایسی بات بھی ہوتی جس میں ہم شامل ہوتے تھے تو کہتی تھیں کہ اعتراضوں کی باتوں میں پڑنے کی ضرورت کوئی نہیں ہے۔ ہمیشہ میں نے ان باتوں کا نقصان ہی دیکھا ہے، فائدہ کبھی نہیں دیکھا۔

جیسا کہ میں نے کہا خلافت سے غیرمعمولی تعلق تھا۔ غریب پروری بہت زیادہ تھی۔ ایک صاحب اختر صاحب ہیں انہوں نے مجھے لکھا کہ ہمارے والد نے ہماری والدہ اور ہمیں چھوڑ دیا تو انہوں نے اپنے گھر میں ہمیں جگہ دی اور اپنے بچوں کی طرح خیال رکھا۔ کھانے پینے کا، لباس کا، پڑھائی کا اور کبھی ہمیں محسوس نہیں ہونے دیا۔

اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ بزرگوں کے قدموں میں جگہ دے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 09؍دسمبر 2022ء صفحہ 5 تا 10)

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

(حالیہ دورۂ امریکہ کی ڈائری)

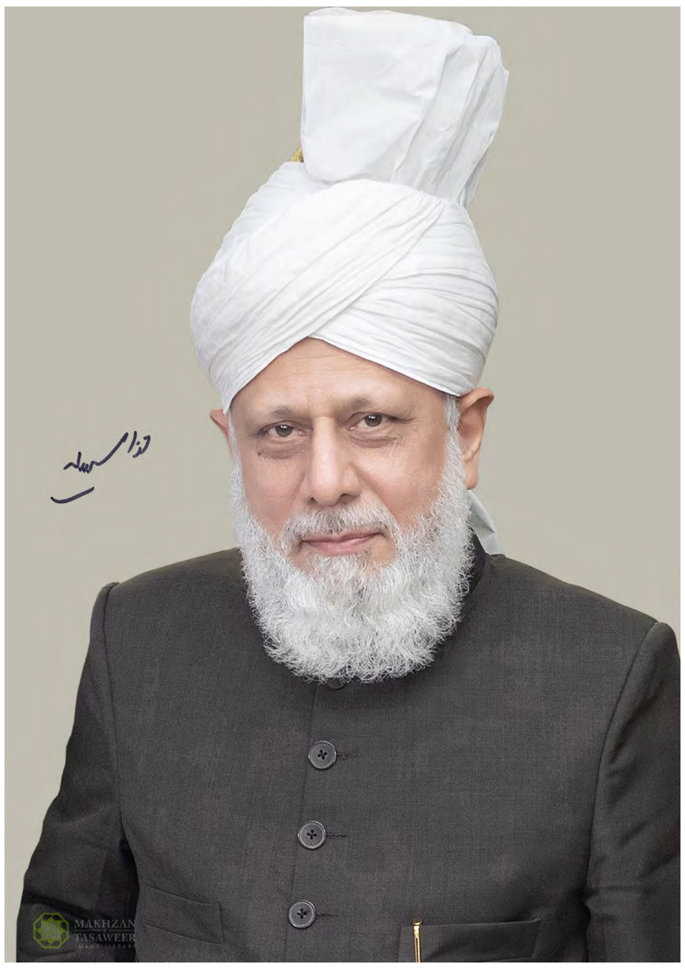

8/ ستمبر 2022ء کی شام کو میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ گزشتہ چند گھنٹوں میں ملکہ الزبتھ کی صحت کے متعلق مستقل خبریں موصول ہو رہی تھیں۔ اگرچہ کچھ بھی حتمی نہیں تھا تاہم ایک ذریعہ سے مجھے پیغام موصول ہوا کہ ملکہ کی وفات ہو چکی ہے اور یہ بھی کہ سرکاری طور پر اس کا اعلان جلد ہی متوقع ہے۔

مجھے یقین نہیں تھا کہ یہ خبریں درست تھیں یا نہیں لیکن میں نے اپنی ملاقات کے بالکل آغاز میں ہی اس موصول شدہ اطلاع کے بارے میں آگاہ کر دیا۔ بعد ازاں میں نے اپنی باقی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں پیش کی۔ بسا اوقات حضور انور کے تاثرات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ مجھے عجلت میں طلب فرما رہے ہیں اور اس شام بھی ایسا ہی معاملہ تھا۔ اس لئے میں نے اپنی رپورٹ چند منٹوں میں جلد ہی پیش کر دی۔ اس یقین دہانی پر کہ میری رپورٹ مکمل ہو چکی ہے حضور انور نے فرمایا کہ ''چلو پھر کام کرو۔''

اپنے تئیں میرا خیال تھا کہ حضور انور یہ ہدایت فرما رہے ہیں کہ میں جاؤں اور اپنے معمول کے کام میں مشغول ہو جاؤں۔ اس لئے میں نے اپنی فائل اٹھائی اور سلام کر کے حضور انور کے دفتر سے اجازت چاہی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ''تم کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا ہے کہ کام کرو اور تم چھٹی کر رہے ہو۔''

ایک لحظہ کے لئے میں پریشان ہوا پھر سمجھ آئی کہ حضور انور کچھ dictation دینا چاہتے ہیں، اس خطاب کے حوالہ سے جو آپ نے لجنہ یوکے کے نیشنل اجتماع میں فرمانا تھا۔ گزشتہ روز حضور انور نے منشاء ظاہر فرمایا تھا کہ آپ شاید اگلے روز کچھ dictation دیں لیکن پھر بھی پہلے پہل مجھے سمجھنے میں غلطی لگی کہ آپ کا فرمانا کہ ''چلو پھر کام کرو'' سے کیا مراد تھی۔

شکر ہے کہ میرا لیپ ٹاپ میرے پاس تھا اور تیزی سے میں نے اس کو تیار کیا اور حضور انور کے خطاب کے حوالہ سے dictation لینی شروع کی جو اگلے ایک گھنٹے تک جاری رہی۔ میرے تجربہ کی رو سے جب حضور انور کوئی دفتری ملاقات فرما رہے ہوں تو محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب شاذ و نادر ہی دفتر میں داخل ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ حضور انور آپ کو طلب فرمائیں۔ تاہم آپ کا دفتر میں داخل ہونے کا مطلب تھا کہ کوئی اہم بات تھی جو وہ بتانا چاہتے تھے۔ جونہی حضور انور نے نظریں اوپر اٹھائیں محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ''عوام الناس کی اطلاع کے لئے، سرکاری طور پر ملکہ کی وفات کا ابھی اعلان کر دیا گیا ہے۔'' ملکہ کی وفات کی خبر دینے کے بعد محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب دفتر سے باہر تشریف لے گئے۔

اس موقع پر میں نے اپنے تئیں خوش قسمت سمجھا کہ حضور انور کے پہلے تاثرات کو مشاہدہ کیا جیسا کہ سلطنت برطانیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دور خلافت کے بعد سے پہلی بار شاہی خاندان میں سے کسی کی وفات ہوئی تھی۔

ہمیشہ کی طرح حضور انور کا ردعمل نہایت باوقار اور متوازن تھا۔ حضور انور نے اوپر دیکھتے ہوئے فرمایا

''دو دن پہلے کی ایک تصویر تھی جس میں ملکہ نئے وزیر اعظم کا استقبال کر رہی تھیں۔''

جواب میں خاکسار نے عرض کی کہ جی حضور، ملکہ نے نہایت جانفشانی سے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک ملک کی خدمت کی۔

حضور انور نے ملکہ کی ہمت کو داد دی اور مجھے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ dictation جاری رکھوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا کام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام ہر طرح کے حالات میں جاری رہتا ہے۔ اس میں میرے لئے بھی ایک سبق تھا۔ انگلینڈ میں پلے بڑے ہونے کی وجہ سے مجھے ملکہ کی وفات کی خبر سن کر کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ تاہم حضور انور کا نہایت باوقار ردعمل دیکھنے کے بعد میں بھی مطمئن ہو گیا اور ایک لمحہ کے بعد میں نے پوری توجہ کے ساتھ کام کا دوبارہ آغاز کر دیا۔ اپنے خطاب کی dictation مکمل کرنے کے بعد حضور انور نے دوبارہ ملکہ کا ذکر خیر فرمایا۔ آپ نے ہدایت فرمائی کہ تعزیت کا بیان آپ کی طرف سے اور جماعت کی طرف سے فوری طور پر جاری ہونا چاہئے۔

میں نے حضور انور سے عرض کی کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا اجتماع جو اگلے روز شروع ہونا تھا وہ حسب پروگرام ہی منعقد ہونا چاہیئے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ''میرے خیال میں جب تک گورنمنٹ کی طرف سے کوئی پابندی نہ ہو، اجتماع کو کینسل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

بعد ازاں حضور انور نے محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ یوکے (مکرم عبد القدوس عارف صاحب) کو ہدایت فرمائی کہ ''اجتماع جاری رہے گا تاہم کھیل کے پروگرام کو تعظیم کے پیش نظر ختم کر دینا چاہئے۔''

پھر خاکسار کی دفتری ملاقات کے دوران ہدایت دیتے ہوئے فرمایا

''میں نے جو صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کو کھیل کے پروگرام کینسل کرنے کی ہدایت کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کھیل کے مقابلے ہوتے ہیں تو نوجوانوں کے لئے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ممکن نہیں رہتا اس لئے وہ باآواز بلند شور کریں گے اور نعرے لگائیں گے اور ایسے نعرے عین ممکن ہے کہ ہمارے ہمسایوں کے لئے تکلیف کا باعث ہوں۔''

11/ ستمبر 2022ء کی صبح کو میں اپنے پریس اینڈ میڈیا کے دفتر کے میز پر کام کر رہا تھا جب مجھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے فون کال موصول ہوئی کہ حضور انور خاکسار سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ایک لمحہ کے بعد حضور انور فون پر خاکسار سے یوں مخاطب ہوئے کہ:

''میرا خیال ہے کہ میں آج خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے خطاب میں ملکہ کا ذکر کروں اور اس پر خراج تحسین پیش کروں کہ ملکہ کے دور حکومت میں اس ملک میں جو مذہبی آزادی ہے اسی کی وجہ سے ہمیں اپنا مرکز یہاں قائم کرنا کا موقع ملا ہے۔''

یوں اگلے چند منٹوں میں حضور انور نے ملکہ الزبتھ کی وفات کے متعلق چند سطور فون پر ہی dictate کروائیں۔ جنہیں میں نے جلدی سے پرنٹ کیا اور اسلام آباد میں حضور انور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور انور نے نوٹس کو پڑھا اور چند فقروں میں تبدیلی تجویز فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ کو تسلی ہو گئی اور پھر ان کو اپنے سابقہ نوٹس کے ساتھ شامل کر لیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، یہ پہلا موقع تھا کہ مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کو کرونا کی وباء کے بعد بھرپور اجتماع کے انعقاد کی توفیق مل رہی تھی۔ ملکہ کے اعزاز میں خراج تحسین بھی پیش کیا گیا جس نے ملکی میڈیا میں خوب پذیرائی حاصل کی۔ میڈیا نے رپورٹ پیش کی کہ کس طرح ہزاروں مسلمان اپنے اجتماع کے لئے اکٹھے ہوئے اور نامور اخبارات جن میں Evening Standard اور The Independent شامل ہیں، نے حضور انور کے خراج تحسین کے الفاظ کو نقل کیا۔

ان چند دنوں میں حضور انور نے احباب جماعت کی راہنمائی فرمائی اور انہیں سکھایا کہ جب کسی ممتاز سربراہ مملکت یا لیڈر کی وفات ہو تو کیسا ردعمل ہونا چاہیئے۔ اپنی عملی مثال اور ہدایات سے حضور انور نے احساس ہمدردی کی اہمیت کو اجاگر کیا اور لواحقین کی تعظیم اور اکرام اور ان کے جذبات کا خیال رکھنے کی تلقین فرمائی۔ ساتھ ساتھ یہ بھی سکھایا کہ سب کچھ روک دینے یا ختم کرنے یا محض دکھاوے کی خاطر دوسروں کو متاثر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(حضور انور کا دورۂ امریکہ ستمبر- اکتوبر 2022ء از ڈائری عابد خان)

(باتعاون: مظفرہ ثروت۔ جرمنی)

دفاتر میں کام کرنے والے مربیان کیلئے حلف نامہ

میں __(نام عہدیدار)__عہدہ _ _ _ _ _ _ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کرتے ہوئے یہ عہد کرتا ہوں کہ

1۔ نظامِ جماعت کی طرف سے جو کام میرے سپرد ہوا ہے اس کو پوری محنت اور دیانتداری کے ساتھ سر انجام دینے کی کوشش کروں گا۔

2۔ میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا کروں گا اور نظامِ خلافت کا ہمیشہ وفادار رہوں گا۔

3۔ میں نظامِ خلافت کے استحکام اور حفاظت کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتا رہوں گا۔

4۔ میں ہر فرد جماعت کے ساتھ عاجزی اور ہمدردی کے ساتھ پیش آؤں گا۔ان کا سچا خیر خواہ بنوں گا۔ نیز ذاتی تعلقات یا اختلافات سے بالا ہو کر ہمیشہ انصاف کے ساتھ فرائض کی ادائیگی کروں گا۔

5۔ سلسلہ احمدیہ کے اموال کی حفاظت کرنا میری ذمہ داری ہو گی۔ سلسلہ کا پیسہ پوری احتیاط اور ذمہ داری سے خرچ ہو گا۔

6۔ عاملہ کے اجلاسات کی کاروائی اور افرادِ جماعت کے ذاتی معاملات کو ہمیشہ رازداری سے اور بطور امانت محفوظ رکھوں گا۔ نیز دفتری امور کو ہمیشہ بصیغۂ راز رکھوں گا۔

7۔ میں اپنے بالا عہدیداران کے احکام کی پوری انشراح کے ساتھ اطاعت کروں گا۔ اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ محبت اور اخوت کے ساتھ پیش آؤں گا۔

8۔ میں خلیفۃ المسیح کا ہمیشہ سچا وفادار رہوں گا۔ اور سچے دل سے ہمیشہ آپ کی کامل اطاعت کروں گا۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

نام _______________ دستخط ________________

شعبہ _______________ تاریخ ________________

نصیر احمد شاہد۔ مبلغ انچارج فرانس

ARMISTICE یوم جنگ بندی

احمدیہ مسلم مشن فرانس میں تقریب

پہلی جنگ عظیم کا خاتمہ 11/ نومبر 1918ء کو ہونے والے جنگ بندی کے معاہدہ سے ہوا۔فرانس اور بعض دیگر مغربی یورپ کے ممالک میں 11/ نومبر کو ہر سال سرکاری سطح پر تقریبات منعقد کی جاتی ہیں اور جنگ کے حوالے سے جو یادگاریں بنائی گئی ہیں وہاں حکومتی نمائندگان، منتخب سیاسی نمائندگان اور ریٹائرڈ فوجیوں کی تنظیموں کے نمائندگان اپنی اپنی وردیوں اور میڈلز کے ساتھ پرچم تھامے شریک ہوتے ہیں اور جنگ میں جان بحق ہونے والے سویلین کو یاد کیا جاتا ہے اور فوجیوں کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔

لیکن 12/ نومبر بروز ہفتہ فرانس کے مرکزی مشن ہاؤس میں بھی ’’حب الوطنی اور ماضی کی یاد‘‘ کے موضوع پر ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔اس پروگرام کا اہتمام نیشنل سیکریٹری امور خارجہ مکرم ڈاکٹر طلحہ رشید نے کیا۔اس پروگرام میں دونوں کونسلز کے نمائندگان کے علاوہ ان کے سابقہ میئرز، سابقہ فوجی اور بطور خاص احمدی بچے اور بچیاں شامل ہوئیں۔اس تقریب میں بطور خاص شمولیت کیلئے ناٹو میموریل کی فیڈریشن کے صدر جناب ولی بروتوں اور سیکریٹری مادام ماری ہیلن لپاج فرانس کے انتہائی شمالی علاقے سے تشریف لائے۔ یاد رہے کہ سالہا سال سے ناٹو میموریل کی سالانہ تقریبات میں جماعت احمدیہ کے مبلغ کو اسلام کی نمائندگی کیلئے مدعو کرتے ہیں۔

اس پروگرام کا مقصد یہ تھا کہ نوجوانوں اور بچوں کا وطن سے محبت و خدمت اور اس کی خاطر قربانی کی روح کو زندہ رکھا جائے اور دونوں عالمی جنگوں کے متعلق سابقہ فوجیوں کی ذاتی معلومات اور تجربات کو ان کی زبانی بچوں کو سنایا جائے۔

مہمانوں کی سہولت کیلئے مسجد کے صحن میں دو ٹنٹ لگائے گئے۔ان میں رجسٹریشن، جماعتی کتب کی نمائش اور گرم مشروبات کا انتظام کیا گیا۔مقررہ وقت سے پہلے مہمان آنے شروع ہو گئے۔رجسٹریشن کے بعد ان کی خدمت میں چائے اور کافی پیش کی گئی۔

تقریباً 3 بجے سہ پہر مہمان اور سب بچے مشن ہاؤس کے داخلی گیٹ کے ساتھ ایک طرف قطار در قطار کھڑے ہو گئے۔ان کے سامنے پرچم تھامے فوجی بھی کھڑے ہو گئے۔سب بچے اپنے ہاتھوں میں فرانس کا پرچم تھامے بہت بھلے لگ رہے تھے۔سابقہ فوجیوں کی ایک تنظیم کے صدر جاں مارک لکلرک نے تقریب کے اس حصہ کو فوجی طریق سے نبھایا۔سب سے پہلے ایک منٹ کی خاموشی پھر کورس کی صورت میں بچوں نے قومی ترانہ پیش کیا جس میں تمام شرکاء شامل ہوئے۔اس کے بعد ناٹو کا ترانہ پیش کیا گیا۔

تقریب کا دوسرا حصہ مسجد میں ہوا۔تمام فوجی، عوامی نمائندگان، سول مہمان اور افراد جماعت بشمول بچے مسجد میں تشریف لے گئے۔مسجد کو بشمول ’’حب الوطن من الایمان‘‘ کے بینر کے چھوٹے بڑے بینرز سے سجایا گیا تھا۔ اس تقریب کی صدارت امیر فرانس مکرم فہیم احمد نیاز صاحب نے کی۔تلاوت قرآن کریم سے یہ پروگرام شروع ہوا۔اس کے بعد خاکسار نے ’’حب الوطنی‘‘ کے موضوع پر اسلامی تعلیمات اور ایک مسلمان کی ذمہ داری پر تقریر کی۔ اس کے بعد ناٹو میموریل کی فیڈریشن کے صدر جناب ولی بروتوں کی تھی۔موصوف ناٹو کے تحت افغانستان میں کچھ عرصہ فوجی خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ بعد ازاں جاں مارک لکلرک نے حب الوطنی، جنگوں کی تاریخ اور وطن کی خاطر جان کی قربانی کرنے والوں کی یاد میں تفصیل سے گفتگو کی۔بچوں کے سوالات کے جواب بھی دیئے۔ چند ایک دلچسپ سوالات کچھ یوں تھے: فرانس کے پرچم کا رنگ نیلا، سفید اور سرخ کیوں ہے؟ ہمارے ملک کا نام فرانس کیوں ہے؟ پہلی جنگ عظیم کیوں ہوئی؟ فوجی (یونیفارم پر) میڈل کیوں لگاتے ہیں؟ ان فوجیوں نے جنگ کیوں کی؟

صدر مجلس مکرم امیر صاحب نے اختتامی کلمات میں وطن کی محبت کے ذکر کے ساتھ سب شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اس بہترین تقریب کا اختتام ہوا۔تمام مہمانوں کی خدمت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب ’’عالمی بحران اور امن کی راہ‘‘ اور دو پمفلٹس ’’وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے‘‘، ’’تیسری جنگ نہیں چاہئے‘‘ کو بطور تحفہ پیش کیا۔ پروگرام کے بعد تمام شرکاء کی خدمت میں ماحضر پیش کیا گیا۔

مہمانوں کے تأثرات

Mr.Willy Breton: ناٹو میموریل کی فیڈریشن کے صدر جناب ولی بروتوں نے کہا: ’’آج کی تقریب میں شمولیت اور بچوں اور نوجوانوں سے گفتگو سے بہت خوشی ہوئی۔ممکن ہے کل کو فوج میں شامل ہو کر ہماری آزادی اور امن کیلئے قوم کی خدمت کریں۔وطن کا تصور رنگ، مذہب اور نسل سے ماوراء ہوتا ہے۔مجھے محسوس ہوا کہ پروگرام میں شامل ہونیوالے نوجوان اس بات کو سمجھتے ہیں۔ان کی شمولیت اور ان کے سوالات حیران کن تھے۔ یہ ہمارا مستقبل ہے۔ احمدیہ مشن ہاؤس اور مسجد میں آنے کا میرا پہلا تجربہ ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔(2019ء میں موصوف حضور انور ایدہ اللہ کا یونیسکو میں خطاب سن چکے ہیں)۔

Mrs.Marie-Hélène Lepage: موصوفہ ناٹو میموریل کی فیڈریشن کی سیکریٹری ہیں۔آپ نے اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا: ’’بچوں کے سوالات جو جو سادہ اور فطرتی تھے کو بہت سراہتی ہوں۔اس سے پہلے بھی آپ کے ایک پروگرام میں شامل ہو چکی ہوں۔ (2019ء میں محترمہ حضور انور ایدہ اللہ کا یونیسکو میں خطاب سن چکی ہیں)۔آپ کی دعوت کا بہت شکریہ۔

Mr.Jean-Marc Leclerc: موصوف سابقہ فوجیوں کی ایک تنظیم کے صدر ہیں۔اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے کہا: ’’میں نوجوانوں سے بہت خوش ہوں۔آپ کی جماعت کی غیر معمولی میزبانی کا بہت شکریہ۔بچوں نے جس بہترین طریقے سے ترانہ پیش کیا اس نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔مذہبی مرکز میں اس طرح کے موضوع پر ایسی تقریب ایک غیر معمولی بات ہے۔مسجد میں ایسے پروگرام کا انعقاد سحر انگیز تھا۔بدقسمتی سے فرانس میں اسلام سے متعلق بہت غلط فہمیاں ہیں۔‘‘

Mr.Goulam Djany: محترم غلام جانی صاحب سابقہ فوجی ہیں۔اپنے تأثرات کا اظہار کچھ یوں کیا: ’’بچوں نے جس توجہ سے سارے پروگرام کو سنا اور ان کے سوالات، سوال کرنے کا انداز اور قومی ترانہ پیش کرنے کا انداز مجھے بہت اچھا لگا۔مسجد کے احاطہ میں مسلمان بچوں کا قومی ترانہ پیش کرنا بے شک حیرت انگیز تھا۔‘‘

Mr.David Addo: سابقہ فوجیوں، مہمانوں اور بچوں کی شمولیت اور ان کے سوالات بلکہ سارا پروگرام میرے لئے غیر متوقع تھا۔میں نے کبھی بھی ایسا پروگرام کا انعقاد کسی مسجد میں ہوتے نہیں دیکھا۔

Mr.Grégoire Dublineau: جس کونسل میں ہمارا مرکزی مشن ہے اس کی ہمسایہ کونسل Eaubonne کے سابقہ میئر ہیں۔آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ’’مقررین کی تقاریر معیاری تھیں۔نوجوانوں کی دلچسپی اور انتظام بہت اعلیٰ تھے۔ گفتگو اور تبادلہ خیالات معیاری اور پرامید تھے۔آپ کی جماعت مبارک باد کی مستحق ہے۔(2019ء میں موصوف حضور انور ایدہ اللہ کا یونیسکو میں خطاب سن چکے ہیں)۔

Mr.Jean-Pierre Enjalbert: جس کونسل میں ہمارا مرکزی مشن ہے موصوف اس کے سابقہ میئر ہیں۔جماعت کے اچھے دوست ہیں۔ ان ہی کے زمانہ میں فرانس کی پہلی احمدیہ مسجد ’’مسجد مبارک‘‘ کی تعمیر ہوئی۔اس کے افتتاح کے موقع پر موجود رہے۔حضور انور ایدہ اللہ سے کئی مرتبہ ملاقات کر چکے ہیں۔موصوف نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ’’دعوت کا شکریہ۔ ایسے پروگرام میں شمولیت جس میں نوجوان توجہ اور تجسس سے شامل ہوں بہت اچھا لگا۔‘‘

تقریب کے ایک مہمان خصوصی ناٹو میموریل کی فیڈریشن کے صدر جناب ولی بروتوں نے اپنا LinkedIn پر اس تقریب کی مختصر رپورٹ اور تصاویر کو شیئر کیا۔موصوف کے 14,400 فالوورز ہیں۔

دیگر شہروں کی سرکاری تقریبات میں جماعتی وفود کی شرکت

قارئین کیلئے یہ بات دلچسپی کا باعث ہو گا کہ امسال فرانس کے مرکزی مشن ہاؤس کے علاقہ سنٹ پری کی کونسل کی دعوت پر بشمول مکرم اسلم دوبوری صاحب نائب امیر، مکرم نصیر احمد شاہد مبلغ انچارج، حلقہ مسجد کے صدر مکرم صوفی مبشر احمد صاحب ایک وفد شامل ہوا۔ اس سرکاری تقریب میں جماعت احمدیہ کے وفد کی شمولیت پر کونسل کی میئر نے بطور خاص ملاقات کر کے خوشی سے شکریہ کا اظہار کیا۔

پھر ایک قریبی علاقہ Eaubonne کی کونسل کی طرف سے منعقدہ تقریبات میں ان کی دعوت پر بشمول مکرم طلحہ رشید صاحب نیشنل سیکریٹری امور خارجیہ اور مکرم سعید احمد چیمہ صاحب سیکریٹری وصایا ایک وفد شامل ہوا۔اس کونسل کی میئر نے بھی جماعتی وفد کا شکریہ ادا کیا۔

فرانس کے شمالی علاقہ کی جماعت کو بھی ایک جگہ سرکاری تقریب میں شامل ہونے کا موقع ملا۔Beuvrages نامی جس علاقہ میں ہمارا سنٹر ہے (اور اب مسجد تعمیر ہو رہی ہے) وہاں کے میئر نے جماعت کو مدعو کیا۔مکرم داؤد رشید صاحب صدر صاحب ایک وفد کے ساتھ اس تقریب میں شریک ہوئے۔احمدی بچے 11 بجے مارچ کے آغاز کے مقام پر پہنچے۔بچوں نے اس میں حصہ لیا۔صدر جماعت، سیکرٹری تبلیغ اور سیکرٹری اشاعت بھی پھولوں کے گلدستہ کے ساتھ تقریب کے مقام پر پہنچے۔ جب سب لوگ وہاں جمع ہوئے تو کونسل کے سٹاف نے یادگار کی جگہ پر پھول رکھے۔ اس کے بعد علاقہ کے میئر نے صدر جماعت کو پھول رکھنے کی دعوت دی۔

بقیہ صفحہ 16 پر

ٹرانسکرپشن و کمپوزنگ۔ ابو اثمار اٹھوال

This Week with Huzoor

21/ اکتوبر 2022ء

مربیان کرام اور ممبران عاملہ کو بعض قیمتی ہدایات

امریکہ اور قریبی ممالک میں خدمت کرنے والے مربیان سلسلہ کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں حضور انور نے انہیں نماز کی اہمیت کے بارے میں نصائح فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’جب آپ اپنے سنٹر میں ہیں تو پانچ وقت نمازوں کیلئے اپنا سنٹر کھولیں یا مسجد ہے تو مسجد کھولیں اور ان کو پتا ہو کہ مربی صاحب available ہیں۔ پھر اپنی عبادتوں کے جو دوسرے معیار ہیں وہ بلند کریں۔ دعاؤں کی طرف، تہجد کی طرف، نوافل کی طرف، قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی طرف، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور لٹریچر پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔‘‘

حضور انور نے مربیان کو عزم اور صبر و تحمل پیدا کرنے کی بھی تاکید فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’بار بار نصیحت کا حکم ہے۔ قرآن کریم نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی ہے اور نصیحت کیلئے کہا ہے۔ ذکّر کا ہی حکم ہے کہ تمہارا کام کہنا ہے کہتے چلے جانا ہے، تھکنا نہیں۔ جہاں تھکے وہاں کام خراب ہو گیا۔ مجھے چاہے سال لگے۔ 2 سال لگے، 3 سال کے بعد یا چار سال کے بعد اگر میری ٹرانسفر ہوتی ہے تو جتنا عرصہ میں یہاں (جہاں تقرری ہو) رہوں میں نے اپنی پوری کوشش کر لینی ہے۔ خاص طور پر نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملائیں۔ اگر نوجوان active ہو جائیں اور ان کو برائیوں سے بچا لیں گے تو پھر بوڑھوں کو بھی تھوڑا سا احساس پیدا ہو گا کہ ہاں مربیان کام کر رہے ہیں۔

ممبران نیشنل عاملہ سے گفتگو

مربیان کے ساتھ میٹنگ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ کی۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمام نئے عہدیداران جو حال ہی میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ایک عہد ہے۔ نیشنل مجلس عاملہ نے عہد دوہرایا جس کا کچھ حصہ یوں تھا۔ ’’میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کرتے ہوئے یہ عہد کرتا ہوں کہ نظامِ جماعت کی طرف سے جو کام میرے سپرد ہوا ہے اس کو پوری محنت اور دیانتداری کے ساتھ سرانجام دینے کی کوشش کروں گا۔ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفا کروں گا اور نظامِ خلافت کا ہمیشہ وفادار رہوں گا۔ میں نظامِ خلافت کے استحکام اور حفاظت کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتا رہوں گا۔‘‘

حضور انور ایداللہ نے فرمایا کہ ’’ہر جماعت میں ہر عاملہ ممبر اس کو دوہرائے گا۔ عہد کا تصور دراصل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا تصور تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ انجمن کے ممبران اور دیگر عہدیداران کے لئے عہد ہونا چاہئے۔ گو آپ کے دور میں تو اس کی تعمیل نہیں ہوسکی تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے عہد خلافت میں اس کے الفاظ منظور فرمائے تو آپ کے دور میں اس کے اکثر حصہ کی عبارت مرتب ہوئی۔ پھر بھی اس کو جماعتوں میں لاگو کرنے کے لئے نہیں بھجوایا گیا تاہم اب معمولی اضافہ کے ساتھ میں نے اس کو جماعتوں میں بھجوایا ہے۔ میرے خیال میں یہ فائدہ مند ثابت ہو گا۔ لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو گا۔‘‘

ایک عاملہ ممبر نے عرض کی کہ حضور اس میں وہ تمام مسائل حل ہو گئے ہیں جن کا ہمیں سامنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’کم از کم انہیں اپنے عہدہ کی اہمیت کا تو احساس ہوگا۔‘‘

اسی دن ظہر وعصر کی نمازوں کے بعد حضور انور نے 14 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

حضور کی واپسی سے ایک دن قبل بروز اتوار، حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف شعبہ جات کے کارکنان کو اپنے ساتھ تصاویر بنوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور نے ’’جوپا ٹاؤن‘‘ میری لینڈ میں انصار اللہ کے نئے تعمیر شدہ گھروں کا معائنہ فرمایا۔ جو کہ تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع تھے۔ اس نئے محلے میں 52 گھر موجود ہیں جبکہ ان میں سے 48 احمدی گھرانے ہیں۔ حضور انور کی تشریف آوری کے بعد حضور انور نے کمیونٹی سنٹر کا معائنہ فرمایا جہاں تقریباً 300 احمدی احباب نماز ادا کر سکتے ہیں۔ بعد ازاں حضور انور نے صحن میں پودا بھی لگایا۔

شام کے وقت جب حضور انور ایدہ اللہ واپس بیت الرحمٰن تشریف لائے تو حضور انور نے اس جگہ پر دعا کروائی۔ جہاں مستقبل میں لجنہ ہال کو مسجد کے احاطہ کے اندر تعمیر کیا جائیگا۔ بعد ازاں لجنہ اماء اللہ کی مجلس عاملہ کو حضور انور سے ملاقات کرنے کی توفیق ملی جس میں حضور انور نے تمام اراکینِ عاملہ سے بات کی۔ امریکہ میں قیام کے آخری روز یعنی سوموار کو حضور انور نے نماز ظہر وعصر سے قبل مجلس انصار اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کے مابین تیر اندازی اور نشانہ بازی کے مقابلہ جات میں بنفس نفیس شامل ہوئے۔ 17/ اکتوبر کو احمدی احباب نے اپنے پیارے امام کو الوداع کیا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کروائی اور امریکہ کے احمدیوں کو الوداع کیا۔ یہ تاریخ ساز دورہ برکتیں سمیٹتے ہوئے اپنے اختتام کو پہنچا۔

اگلے روز بروز منگل کے دن جونہی حضور انور کی ہیتھرو ائیر پورٹ، یوکے میں آمد ہوئی تو یوکے کے احمدی احباب نے حضور انور کی واپسی پر حضور کا والہانہ استقبال کیا۔

ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتاب تعلیم کی تیاری
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
7. مجدد دین اسلام-تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول
11. حیات نور الدینؓ
12. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا کامل رشتہ ہے
13. قرآنی انبیاء
14. معلمین وقفِ جدید کے لیے مشعل راہ
15. جامع المناھج والاسالیب
16. مقام وعظمت خلافت
17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم
18. حنیف محمود کے قلم سے اداریے بابت الفضل کی اہمیت و افادیت
19. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)
20. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)

یہ تمام کتب اس لنک پر پڑھی جاسکتی ہیں: https://www.alfazlonline.org/adaraykikutub/

دعا کا تحفہ

گھر سے باہر جانے کی دُعا

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو شیطان اُس سے دور ہو جاتا ہے اور اُسے کہا جاتا ہے تیرے لئے یہ (دعا) کافی ہے۔ تجھے ہدایت دی گئی اور تو بچایا گیا۔

حضرت امّ سلمہؓ کی روایت میں اِس دُعا کے کچھ الفاظ زائد ہیں۔ دونوں روایات جمع کر کے دُعا اِس طرح ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوۡذُبِکَ مِنۡ اَنۡ نَّزِلَّ اَوۡ نَضِلَّ، اَوۡ نَظۡلِمَ اَوۡ نُظۡلَمَ، اَوۡ نَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیۡنَا

(ترمذی و ابوداؤد کتاب الادب)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ مَیں گھر سے باہر نکلتا ہوں مَیں نے اللہ پر توکل کیا اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت یا طاقت حاصل نہیں۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ میں آتے ہیں۔ اس بات سے کہ ہم کوئی لغزش کھائیں یا گمراہ ہوں یا کسی پر ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت یا نافرمانی کی کوئی بات کریں یا ہمارے خلاف جہالت کی جائے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 103)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

طوبیٰ منیر بسراء

برکات خلافت

"خلافت" خاء کی زیر کے ساتھ پانچ حرفی نہ صرف عربی لفظ ہے بلکہ ایک ایسا بابرکت ادارہ (Institution) ہے۔ جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کے لقب سے ہوتا ہے۔ لیکن آج مجھے ایک ایسی خلافت کی برکات و فیوض کا ذکر کرنا ہے۔ جو ایک نبی کی وفات کے بعد شروع ہوتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے صفحہ ہستی پر قائم رہ کر اپنی برکات بکھیرتی اور لوگوں کو مستفیض کرواتی ہے۔ ویسے تو میں خلافتِ راشدہ کی انگنت برکات کا تذکرہ کرنے لگوں تو کئی دنوں تک ختم نہ ہو لیکن آج میں اس مختصر سے وقت میں خلافتِ احمدیہ کی برکات کا ذکر اختصار کے ساتھ کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکات کا ذکر قرآن کریم میں مختلف مقامات بالخصوص سورۃ النور آیت 56-57 میں فرمایا ہے جو یہ ہیں:

1. ایمان اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے ساتھ خلافت کے قیام کا وعدہ۔ جب تک خلافت قائم رہے گی تب تک خلافت پر ایمان لانے والے لوگ حقیقی معنوں میں مومن اور اعمال صالحہ سے مزین رہیں گے۔
2. تمکنت دین یعنی دین مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔
3. خلافت سے ہر خوف امن میں تبدیل ہوگا اور جماعت پُرامن رہ کر ترقی کرتی چلی جائے گی۔
4. توحید، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم رہے گی۔
5. نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور کامل اطاعت کے نمونے دکھلانا بھی اس کی برکات میں شامل ہیں۔

آج صفحہ ہستی پر مسلمانوں میں صرف آپ ہاں صرف آپ احمدی مسلمان وہ مبارک وجود ہیں جن میں خلافت قائم ہے جبکہ باقی مسلمان خلافت کی تلاش میں مارے مارے سرگرداں پھرتے، خلافت کی ضرورت اور اہمیت پر تقاریر کرتے، ریلیاں نکالتے اور سڑکوں پر جلوس نکالتے نظر آتے ہیں۔ ان کا اس امر کا اظہار کہ خلافت ہونی چاہئے اپنی ذات میں خلافت کی برکات اور فیوض کا اعلانیہ اعتراف ہے۔ ان نام لیوا مسلمانوں کو کیا معلوم کہ خلافت انعام خداوندی ہے جو ان شرائط پر پورا اترنے والے مسلمانوں کو دی جاتی ہے جن کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔ آئیں! اختصار کے ساتھ ان برکات کا احاطہ کرتے ہیں جو اُوپر بیان ہوئی ہیں۔

نمبر 1۔ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں خلافت کامیابی کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ جماعت احمدیہ میں کامل ایمان لانے والے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے مبارک وجود موجود ہیں۔ بالخصوص آج کے اس مادہ پرست دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسے وفادار احمدی عطا کیے ہیں جو اپنے جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کرنے میں دوسروں سے کم نہیں بلکہ پیش پیش ہیں۔

نمبر 2۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو دنیا بھر میں ایسے تمکنت عطا کر رہا ہے کہ دنیا بھر کے بادشاہوں کے محلات میں احمدیت کو اسلام کے نمائندہ کے طور پر مقام ملتا اور ادب و احترام سے پیش آتے ہیں۔ جہاں تک دوسرے مسلمانوں کا تعلق ہے وہ اس سوچ میں گم ہیں کہ ہم کس طرح احمدیوں کو اس دنیا سے ختم کریں۔ یہ تو مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جارہے ہیں بلکہ یوں کہنا درست ہوگا کہ وہ اب زمینی حدود سے نکل کر آسمانی حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔ جن سے اب مقابلہ ممکن نہیں۔

نمبر 3۔ جماعت میں ہر آنے والا خوف، خلافت کی برکت سے امن میں تبدیل ہوا۔ کیا کیا پہاڑ نہیں توڑے گئے۔ جانیں لی گئیں۔ جائیدادیں جلائی گئیں۔ اب تو تعلیمات پر قدغنیں لگانے کے منصوبوں پر دشمن عمل پیرا ہے۔ لیکن خلیفۃ المسیح نے ہر موقع پر پُرامن رہنے کی تعلیم دے کر ہمیں محفوظ کروایا بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ مکھن میں سے بال کی طرح نکال کر ہمیں رکھا اور دشمنوں کی روکیں ہمارے لیے روکیں ثابت نہ ہوئیں بلکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ اسلام احمدیت کی حسین تعلیمات کو ہمارے تک پہنچا کر خوف کو امن میں بدل دیا۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس مبارک نظام سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو وابستہ رکھیں اور برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہوگا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون کینیڈا

کتاب ہومیوپیتھی علاج بالمثل از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے پیش کردہ روزمرہ کام آنے والے مجرب نسخے

- خوف کے بد اثرات کو دور کرنے کے لئے ایکو نائٹ CM کی صرف ایک خوراک جسے اوپیم (Opium CM) کے ساتھ ملا کر دیا جائے تو اور بھی زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔
- ہر اپریشن سے پہلے اور بعد میں آرنیکا (Arnica 1000) کی ایک ایک خوراک دینا بہت سی پیچیدگیوں سے بچا لیتا ہے۔
- اگر چربی زیادہ کھائی گئی ہو تو بعد میں پلسٹیلا (Pulsatilla) استعمال کریں۔
- اگر کاربوہائیڈریٹس (Carbohydrates) کی زیادتی ہوگئی ہو تو کاربوویج (Carbo Veg) استعمال کرنی چاہئے۔
- چاول اور گوشت سے الرجی ہو تو نکس وامیکا (Nux Vomica) استعمال کریں۔
- انڈے سے الرجی ہو تو کلکیریا کارب (Calc Carb) کا استعمال مفید ثابت ہوتا ہے۔
- انڈے کے اسہال ہوں تو چینینم آرس (Chininum Ars) استعمال کریں۔
- سگریٹ کی عادت چھڑوانے کے لئے سلفیورک ایسڈ (Sulphuric Acid) کا ایک قطرہ ایک گلاس پانی میں ڈال کر دن میں تین بار پئیں۔ اللہ کے فضل سے اچھا فائدہ دیتی ہے۔
- غلط دوا کے ٹیکہ کا اثر دور کرنے کے لئے نکس وامیکا (Nux Vomica 200) مفید ہے۔
- اگر پینسلین سے اسہال لگ جائیں تو نائٹرک ایسڈ (Nitric Acid) یا سلفر (Sulphur) اونچی طاقت میں ایک خوراک استعمال کرنا فائدہ کا موجب ہوتا ہے۔
- یادداشت کی کمزوری دور کرنے کے لئے کالی فاس (Kali Phos 1000) کی ایک خوراک اور پھر پلمبم (Plumbum 200) کی چند خوراکیں استعمال کریں۔
- جو کوئی ہر ایک کو شک کی نظر سے دیکھے اور ان دیکھے خطرات سے خوفزدہ ہو تو اسے لیکیسس (Lachesis 1000) دیں۔
- اگر کسی کام میں دل نہ لگے، موت کا خوف ہو، حادثہ کا ڈر ہو اور بے چینی بہت ہو تو آرسینک (Arsenic 1000) کی چند خوراکیں دیں۔

(ہومیوپیتھی علاج بالمثل صفحہ 868-869)

حامد اقبال۔شعبہ تاریخ جامعہ احمدیہ جرمنی

مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان

انگلش، عربی، جرمن، اردو

جامعہ احمدیہ جرمنی میں قائم مجلس علمی کے تحت سارا سال مختلف علمی مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں ان مقابلہ جات میں مقابلہ تقریر فی البدیہہ بھی شامل ہے جو چار زبانوں انگلش، عربی، جرمن اور اردو میں منعقد کیا جاتا ہے۔

اس تقریری مقابلہ کے لئے طلبہ کے لئے پرچیاں لکھی جاتی ہیں ہر پرچی پر تقریر کرنے کے لئے دو موضوع تحریر کئے جاتے ہیں جن میں ایک دینی اور دوسرا دنیاوی ہوتا ہے۔تقریر سے قبل مقرر ایک پرچی منتخب کرتا ہے اور پرچی پر تحریر دو موضوعات میں سے کسی ایک پر تقریر کرتا ہے۔تقریر تیاری کرنے کے لئے ہر مقرر کو تین منٹ کا وقت دیا جاتا ہے اور تقریر پیش کرنے کے لئے کم سے کم دو منٹ اور زیادہ سے زیادہ تین منٹ کا وقت ہوتا ہے۔طلبہ نے بڑے دلچسپ انداز سے اپنی تقاریر پیش کیں۔مقابلہ جات کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے۔

مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان انگلش

مؤرخہ 12/ اکتوبر 2022ء کو مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان انگلش منعقد ہوا۔مقابلہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم فاتح احمد عزیز نے کی۔بعد ازاں عزیزم یونس یوسف نے مقابلہ کے قواعد پڑھ کر سنائے۔

آج کے اس مقابلہ تقریر میں 19 طلبہ نے حصہ لیا۔مقابلہ کے منصفین کے فرائض مکرم انتصار احمد اور مکرم نوید الظفر نے ادا کئے۔

مقابلہ کے اختتام پر مکرم انتصار احمد، منصف اعلیٰ نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے پوزیشن حاصل کرنے طلبہ کے ناموں کا اعلان کیا۔آج کے مقابلہ میں اول پوزیشن عزیزم تکریم احمد، درجہ ممہدہ نے حاصل کی جبکہ دوسری عزیزم فیاض احمد، درجہ رابعہ نے اور تیسری پوزیشن عزیزم یونس یوسف، درجہ ثانیہ نے حاصل کی۔مقابلہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان عربی

مؤرخہ 19/ اکتوبر 2022ء کو مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان عربی منعقد ہوا۔مقابلہ کا آغاز عزیزم محمد شیراز نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔بعد ازاں عزیزم یونس یوسف نے مقابلہ کے قواعد پڑھ کر سنائے۔

اس مقابلہ تقریر میں کل 16 طلبہ نے حصہ لیا۔مقابلہ کے منصفین کے فرائض مکرم حفیظ اللہ بھروانہ، مکرم شمس اقبال اور مکرم عثمان احمد چیمہ نے ادا کئے۔

مقابلہ کے اختتام پر مکرم حفیظ اللہ بھروانہ، منصف اعلیٰ نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے پوزیشن حاصل کرنے طلبہ کا اعلان کیا۔آج کے مقابلہ میں اول پوزیشن عزیزم فیاض احمد، درجہ رابعہ نے حاصل کی جبکہ دوسری عزیزم عدنان احمد بٹ، درجہ خامسہ نے اور تیسری پوزیشن عزیزم مبارز احمد بھٹی، درجہ خامسہ نے حاصل کی۔جبکہ حوصلہ افزائی کے لئے عزیزم یونس یوسف، درجہ ثانیہ کا نام منتخب ہوا۔مقابلہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان جرمن

مؤرخہ 26/ اکتوبر 2022ء کو مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان جرمن منعقد ہوا۔مقابلہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم عدنان احمد بٹ نے کی۔بعد ازاں عزیزم فیاض احمد نے مقابلہ کے قواعد پڑھ کر سنائے۔

آج کے اس مقابلہ تقریر میں 19 طلبہ نے حصہ لیا۔مقابلہ کے منصفین

کے فرائض مکرم طارق ہیوبش، مکرم طارق احمد ظفر اور مکرم شعیب عمر نے ادا کئے۔

مقابلہ کے اختتام پر مکرم طارق ہیوبش، منصف اعلیٰ نے مقررین کی پوزیشن کا اعلان کیا۔آج کے مقابلہ میں اول پوزیشن عزیزم یونس یوسف، درجہ ثانیہ نے حاصل کی جبکہ دوسری عزیزم فیاض احمد، درجہ رابعہ نے اور تیسری پوزیشن دو طلبہ عزیزم محمد شیراز، درجہ اولیٰ اور عزیزم ظافر محمود، درجہ شاہد نے حاصل کی۔مقابلہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان اردو

مؤرخہ 2/ نومبر 2022ء کو مقابلہ تقریر فی البدیہہ بزبان اردو منعقد ہوا۔مقابلہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم احمد اسجد نے کی۔بعد ازاں عزیز مبارز احمد بھٹی نے مقابلہ کے قواعد پڑھ کر سنائے۔

آج کے اس مقابلہ تقریر میں 17 طلبہ نے حصہ لیا۔مقابلہ کے منصفین کے فرائض مکرم رحمت اللہ بندیشہ، مکرم انتصار احمد اور مکرم نوید الظفر نے ادا کئے۔

مقابلہ کے اختتام پر مکرم رحمت اللہ بندیشہ، منصف اعلیٰ نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے پوزیشن حاصل کرنے طلبہ کا اعلان کیا۔آج کے مقابلہ میں اول پوزیشن عزیزم فیاض احمد، درجہ رابعہ نے حاصل کی جبکہ دوسری عزیزم ظافر محمود، درجہ شاہد نے اور تیسری پوزیشن عزیزم قویم احمد ملک، درجہ ثالثہ نے حاصل کی اور حوصلہ افزائی کے لئے عزیزم یونس یوسف، درجہ ثانیہ کا نام منتخب ہوا۔مقابلہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

- **مکرم محمود مجیب اصغر۔سویڈن سے لکھتے ہیں:**

آج (مؤرخہ 25/ نومبر 2022ء) کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ کا خطاب پڑھ کر دل باغ باغ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے لبریز ہو گیا۔اللہ تعالیٰ نے جو وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے تھے وہ کس شان سے پورے کر رہا ہے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا غلبہ نامساعد حالات کے باوجود دنیا میں ہو رہا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔یہ ایک حقیقت ہے کہ پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے۔عرب و عجم میں خدا تعالیٰ نشان دکھلا رہا ہے اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ امت واحدہ بننے کا تصور حقیقت میں بدلتا جا رہا ہے۔

اس کائنات کی حقیقت توحید باری تعالیٰ اور oneness of humanity ہے اور وہ مقصد خلافت کے ذریعے حاصل ہو رہا ہے۔خدمت خلق اور رفاع عامہ کے کام جو بالخصوص افریقہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قائم کردہ International Association of Ahmadi Architects and Engineers.اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قائم کردہ Humanity First کے ذریعے ہو رہے ہیں وہ نہایت قابل رشک ہیں۔کسی زمانے میں ملکہ زبیدہ نے عراق سے مدینہ تک کنویں کھدوا کر اور نہر زبیدہ بنوا کر بہت بڑا کارنامہ کیا تھا۔اسی نہج پر جماعت احمدیہ اپنی مالی قربانیوں سے ویسی ہی خدمت افریقی ممالک میں سرانجام دے رہی ہے اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ سے ہو رہا ہے۔سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

- **مکرمہ زاہدہ راحت۔بریمٹن کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحم سے روزنامہ الفضل آن لائن ترقی کے زینہ پر گامزن ہے۔اس کا معیار بہت اعلیٰ اور تشنہ روحوں کو سیراب کرنے کا بہت مفید ذریعہ ہے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! یہ سب خلافت احمدیہ کی برکات کا ثمرہ ہے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 29؍ نومبر 2022ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم شاہد حسین مغل صاحب ابن مکرم دلاور حسین صاحب (لندن۔یوکے)

22؍ نومبر 2022ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم دارالعلوم جنوبی ربوہ کے رہنے والے تھے اور گزشتہ کئی سال سے یوکے میں بیت الفتوح کے قریب رہائش پذیر تھے۔ آپ چونکہ بلڈر تھے اس لئے آپ کو بیت الفتوح، جامعہ احمدیہ اور جماعت یوکے کی مختلف مساجد میں تعمیری کاموں کا موقع ملتا رہا صوم وصلوٰۃ کے پابند، اعلیٰ اخلاق کے مالک، لوگوں کے ساتھ پیار و محبت سے ملنے والے، بہت نیک، دیندار اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم محمد عاطف محمود صاحب (فیصل آباد)

4؍ جون 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ محلہ والے ان کی بہت مخالفت کرتے تھے اس کے باوجود آپ ہر مشکل وقت میں ان کے کام آتے تھے۔ مرحوم نمازوں کے پابند، تہجد گزار، بہت ہمدرد، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

2- مکرمہ مریم بیگم کھوکھی صاحبہ اہلیہ مکرم ہمایوں کبیر صاحب (معلم وقف جدید بنگلہ دیش)

18؍ ستمبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم فقیر یعقوب علی صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں۔ جو معلم سلسلہ اور جماعت کے دیرینہ خادم تھے۔ آپ کے میاں بھی واقف زندگی تھے۔ مرحومہ نے خود بھی ایک واقف زندگی کی طرح زندگی بسر کی۔ شوہر کے ساتھ مختلف جماعتوں میں تقرری کے دوران لجنہ کی تربیت اور تعلیم کے سلسلہ میں خدمت بجالاتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم شبیر احمد صاحب متقی مربی سلسلہ ہیں اور دوسرے بیٹے مبشر احمد صاحب خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش کی نیشنل عاملہ میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

3- مکرم محمد صالح صاحب (گوٹھ مہدی آباد۔ ناصر آباد سندھ)

7؍ نومبر 2022ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ بہت شفیق، صاف دل، مہمان نواز، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ ہندوپاکستان کی تقسیم سے قبل ہی سندھ آگئے تھے جہاں کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا اور پھر 1969ء - 1970ء میں ناصر آباد میں کچھ ایکڑ زمین خرید کر وہاں مستقل آباد ہو گئے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک پوتے عزیزم محمد سفیر احمد جامعہ احمدیہ جرمنی میں زیر تعلیم ہیں۔

4- مکرمہ اکبری بیگم اقبال صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا محمد اقبال صاحب مرحوم (ربوہ)

27؍ جولائی 2022ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم چوہدری برکت علی صاحب کے ذریعہ سے ہوا۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی اور قیام پاکستان کے بعد حضورؓ کی اجازت سے فرقان بٹالین میں بھی شامل رہے۔ مرحومہ کے شوہر مرزا محمد اقبال صاحب نے سترہ سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ اپنے گھر میں وہ اکیلے احمدی تھے لیکن انہوں نے اپنے خاندان کی مخالفت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تادم آخر احمدیت پر ثابت قدم رہے۔ مرحومہ جماعتی کاموں کے ساتھ گھر میں احمدی بچے بچیوں کو قرآن کریم اور قاعدہ یسرنا القرآن بھی پڑھاتی رہیں۔ مرحومہ عبادت گزار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعاگو، ملنسار، غریب پرور، مہمان نواز، مخلص اور نیک فطرت خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ واقفین زندگی کا بہت احترام کرتی تھیں۔ آپ کو شاعری کا بھی شوق تھا۔ جس میں خدا تعالیٰ کی محبت اور حمد و ثناء کے علاوہ خلافت سے تعلق کا اظہار ہوتا تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے داماد مکرم اسد اللہ غالب صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ آپ کے دو بھانجے بھی مربی سلسلہ ہیں۔ جن میں سے مکرم ضیاء الرحمٰن طیب صاحب Gabon افریقہ میں بطور مشنری انچارج اور دوسرے بھانجے مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب اس وقت کینیڈا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے ایک پوتے اور ایک نواسے جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

5- مکرم ڈاکٹر نسیم احمد خان صاحب (الثمر ہومیو کلینک طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ)

24؍ اگست 2022ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مولانا عبد القادر لدھیانوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے اور مکرم چوہدری محمد احسان الٰہی جنجوعہ صاحب ایڈووکیٹ (واقف زندگی) سابق امیر جماعت چنیوٹ کے داماد تھے۔ آپ نے پہلے شیخوپورہ میں اور پھر ربوہ میں ہومیو پیتھک کلینک کھولا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی۔ اس وجہ سے دور ونزدیک سے کثرت سے مریض آپ کے پاس آتے تھے۔ آپ نے شیخوپورہ اور ربوہ میں مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ ہومیو پیتھک میڈیکل ریسرچ ایسوسی ایشن کے ممبر بھی رہے۔ انجمن تاجران کے تحت اپنی مارکیٹ میں سیکرٹری اور امامت کا کام بھی بخوبی سرانجام دیتے رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، بہت شفیق، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔

6- مکرمہ امۃ الحمید ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم ظفر اقبال قریشی صاحب مرحوم (سابق نائب امیر اسلام آباد)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت خلیفہ نور الدین جمونی صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ضرورت مندوں کی مدد کرنے والی ایک نیک سیرت خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں شامل ہیں۔

7- مکرم شیخ خورشید احمد صاحب (کینیڈا)

28؍ اکتوبر 2022ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت برکت علی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ مرحوم کچھ عرصہ اسیر راہ مولا بھی رہے۔ جرمنی اور کینیڈا میں لمبا عرصہ لنگر خانوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ ہر قسم کی جماعتی خدمت کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ چندوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شیخ احمد سلیمان صاحب (مربی سلسلہ) آجکل امریکہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

8- مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یعقوب کاہلوں صاحب مرحوم (ربوہ)

16؍ نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، نیک، مخلص اور باوفا بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم ظفر احمد صاحب ظفر (مربی سلسلہ دفتر منصوبہ بندی کمیٹی ربوہ) کی خوشدامن اور مکرم فضل اللہ منیب صاحب (مربی سلسلہ کینیڈا) کی دادی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل آن لائن مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

اعلان نکاح

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 3/دسمبر 2022ء کو بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

عزیزہ عالیہ ثمرین احمد بنت مکرم منیر احمد صاحب (یوکے)
ہمراہ عزیزم قاسم محمود خاں (مربی سلسلہ۔ الفضل آن لائن لندن) ابن مکرم ارشد محمود صاحب

عزیزہ ماریہ طاہر بنت مکرم چوہدری طاہر احمد صاحب (پاکستان)
ہمراہ عزیزم عامر سہیل (متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ) ابن مکرم سہیل اسلم صاحب

عزیزہ رملہ محمود (واقفۂ نو) بنت مکرم ڈاکٹر خالد محمود جٹ صاحب (کینیڈا)
ہمراہ عزیزم ظافر محمود ابن مکرم چوہدری راشد محمود صاحب (کینیڈا)

عزیزہ فضہ احمد (واقفہ نو) بنت مکرم محمد جلیس احمد صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم منیب اسماعیل ابن مکرم محمد ادریس احمد صاحب (یوکے)

ادارہ اس مبارک موقع پر سب کو مبارکباد پیش کرتا ہے

فقہی کارنر

حضرت مسیح موعودؑ کے پانچ اصول

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں۔

اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ **دوسرے** یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ **تیسرے** یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ **چوتھے** یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی اطاعت میں مشغول رہنا۔ **پانچویں** یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلح کاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 347-348)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

بقیہ: یوم جنگ بندی...... از صفحہ 11

تقریب کے بعد میئر نے تقریر کی اور ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔ آخر میں میئر علاقہ نے ایک ہال میں دعوت دی جہاں ریفریشمنٹ کا انتظام تھا۔ وہاں پر میئر نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور مزید باتوں پر تبادلہ خیال ہوا۔ میئر سے اس اتوار ہونے والی بین المذاہب کانفرنس کے موضوع پر بھی بات ہوئی۔

ان تقریبات میں جماعتی وفود کی شرکت سے جماعت کی نیک نامی میں اضافہ ہوا۔ اسلام کی مثبت تصویر پیش کرنے کا موقع ملا۔ فرنچ معاشرہ کا فعال حصہ ہونے اور رابطوں کی وسعت میں اضافہ ہوا۔ قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مساعی میں برکت ڈالے اور یورپین لوگ اس حقیقت کو پہچان لیں کہ احمدی مسلمان اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے اپنے وطن سے محبت کرتے ہیں اور اہل یورپ اسلام کے قریب تر آتے جائیں۔ آمین

ایک سبق آموز بات

اپنے روزمرہ کے کاموں اور پروگراموں کو آسانی نماز سے متعلق کیا جاسکتا ہے:

- ”یہ کام ظہر سے پہلے کرلیں گے۔“
- ”یہ کام ابھی نہیں کر سکتے نماز کا وقت تنگ ہوجائے گا۔“
- ”جلدی تیاری کرلیں تا کہ نماز کے وقت سے پہلے پہلے واپس آجائیں۔“

اس عادت سے ہم اپنی نمازوں کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی تربیت کے فرض کی ادائیگی بھی بخوبی کر سکتے ہیں۔

مرسلہ: عبدالباسط شاہد

طلوع وغروب آفتاب

12/دسمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:27	17:40
مدینہ منورہ		05:33	17:35
قادیان		05:52	17:25
ربوہ		05:32	17:05
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:28	15:55